مصنفہ: حضرت شاہ سید محمد امین الدین قادری قدس سرہٗ المتوفی سنہ ۱۱۳۲ھ

ترجمہ: خوارق عظمتیہ

مزار انور حضرت سید شاہ عظمت اللہ قادری مع اہلیہ محترمہ بی بی امۃ المحمود
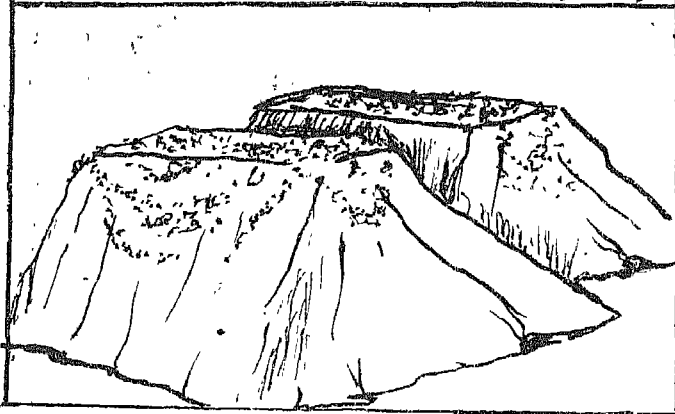
مصنفہ

حضرت سید شاہ محمد امین الدین قادری قدس سرہٗ صاحبزادہ حضرت سید شاہ عظمت اللہ قادری قدس سرہٗ

ولادت ۱۰۶۷ھ وفات ۱۱۳۳ھ الند شریف

حسب الحکم

محترم المقام حضرت الحاج سید علاؤ الدین صاحب قادری سجادہ نشین

بارگاہ عظمتیہ الند شریف

مترجم: سید اشرف رضا (مولوی فاضل ناگپور یونیورسٹی) ایڈیٹر ماہنامہ نئی آواز گلبرگہ

دیباچہ

از:- محترم المقام الحاج سید علاؤالدین صاحب قادری سجادہ نشین روضۂ عظمتیہ الندؒ

تاریخ اسلام کی جب ہم ورق گردانی کرتے ہیں تو یہ بات اظہرمن الشمس ہو جاتی ہے کہ اس دنیا میں بسنے والے تمام انسانوں کو راہ راست پر قائم رکھنے کیلئے خدا کے مقرب بندے اولیائے کرام نے اپنی کشف و کرامات سے اور اپنی تصانیف سے ایسی خدمات انجام دیں کہ کئی گم گشتگان راہ ہدایت اِن اولیائے کرام کی شخصیتوں سے نجات آخروی کی منزل سے ہمکنار ہو گئے۔

دنیا میں اولیائے کرام کا وجود ایک رحمت خداوندی ہے۔ اِن اولیائے کرام میں آج گیارھویں صدی ہجری کے اس بزرگ کا تذکرہ ہے جنھوں نے الند کی سرزمین پر اپنی کشف و کرامات اور خوارق کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کا فریضہ انجام دیا۔ حضرت سید شاہ عظمت اللہ قادری قدس سرہ الند شریف نے اپنی کرامات و خوارق کے ساتھ اپنی

تصانیف سے بھی اِسلامی خِدمات انجام دیں۔

مکترین کے والد بزرگوار حضرت سید احمد پاشاہ صاحب قادری مرحوم و مغفور اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے جدِ اعلیٰ حضرت سید شاہ عظمت اللہ قادری قدس سرہٗ کے فرزند سوم حضرت سید شاہ محمد امین الدین صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ" خوارق عظمتیہ" کے نام سے آپ کے حالات و واقعات اور خوارق کو ایک کتابی شکل میں تحریر فرمایا ہے اور یہ کتاب قلمی نسخہ پر مشتمل ہے۔ اور ہمارے گھر میں یہ کتاب موجود نہیں ہے۔ شائد کسی نے اس کتاب کو ہمارے کسی خاندانی فرد سے مطالعہ کی غرض سے حاصل کی ہے اور وہ کتاب واپس نہ مل سکی۔

اپنی زندگی بھر میرے والد نے اس کتاب کی تلاش کی اور میں بھی اس کتاب کی جستجو میں بہت کوشش کیا۔ اور میں اس کتاب کی دستیابی کے سلسلے میں مولوی محمد علی الدین صاحب فلائی ایڈوکیٹ مرحوم، و مولوی محمد مبا ذر الدین صاحب رفعت مرحوم لکچرارِ شعبۂ اُردو گلبرگہ کالج اور مولوی درویش احمد صاحب فلک نما حیدرآباد سے کئی مرتبہ روابط پیدا کئے اور کتب خانہ آصفیہ میں بھی ہم نے کافی تلاش کی مگر یہ کتاب دستیاب نہ ہو سکی۔

عجیب اتفاق ہے کہ حضرت سرکار بندہ نواز قدس سرہٗ کے
عرس شریف کے سلسلہ میں میرے بنی عم مولوی سید عفیف الدین صاحب
حسن قادری جاگیردار مکان ۲۔۳۔۲۔۳ بیت العفیف باغ عنبر پیٹھ
حیدرآباد سے ملاقات ہوئی۔ چونکہ یہ میرے بنی عم ہیں اور موصوف کا
خود میرے جدّ اعلیٰ سے نسبی تعلق ہے۔ ان سے کئی ملاقاتوں کے بعد
میرے پر خلوص روابط قائم ہوئے اور میں نے آپ سے خوارق
عظمتیہ کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ آپ کی یہ کتاب خوارق عظمتیہ جو
قلمی فارسی نسخہ ہے۔ میرے ایک بالکل قریبی عزیز حضرت سیّد جعفر
محی الدین صاحب کے پاس موجود ہے جو آج کل امریکہ میں مقیم ہیں میں یہ کتاب
ان سے منگوا کر آپ کو دوں گا۔ اسی سعی و کوشش کے بعد جناب سیّد جعفر
محی الدین صاحب نے اپنی مہربانی سے اصل نسخہ کے زوز یراکس کروا کر مولوی
سید عفیف الدین صاحب حسن قادری کے پاس روانہ کیا اور موصوف
نے اس کا ایک نسخہ مجھے عنایت فرمایا۔ اس سلسلہ میں میں مولوی
سیّد عفیف الدین صاحب حسن قادری اور جناب سیّد جعفر محی الدین صاحب
کا مشکور ہوں کہ انھوں نے خوارق عظمتیہ کا ایک نسخہ مجھے فراہم فرمایا

اور اس قلمی نسخہ کے زیراکس میں مجھے صفحہ نمبر ۴۳ اور ۴۴ دستیاب ہوسکے میں جناب جعفر محی الدین صاحب کا مشکور رہوں گا۔ اگر آپ نے مجھے ان دونوں صفحات کی فراہمی فرمادی۔ اور حضرت سرکار عظمتیہ کا انتہائی فضل وکرم ہے میری زندگی کا اہم منصوبہ پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

اس کتاب کے دستیاب ہونے پر میرے داماد مولوی سید اشرف رضا صاحب مولوی فاضل ناگپور یونیورسٹی نے اس فارسی نسخہ کا اردو ترجمہ تحریر کیا۔ کتاب نایاب (خوارق عظمتیہ) کا اردو ترجمہ ہدایت ناظرین ہے اس کتاب سے آپ جہاں حضرت سرکار عظمتیہ کے خوارق و کرامات سے مستفید ہونگے، وہیں یہ کتاب شریعت و طریقت کے بیشمار معلومات بھی بہم پہنچائیگی خدا ہماری اس کوشش کو کامیاب بنائے۔

آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

قلمی نسخہ میں ورق ۴۳ اور ۴۴ کی عدم دستیابی کے باعث آپکے چند اجداد کا تذکرہ چھوٹ دیا گیا ہے

آغازِ کتاب

خوارقِ عظمتیہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین والعاقبۃ للمتقین سالار وقت قطب زماں حضرت مرشد گرامی پیر دستگیر سید شاہ عظمت اللہ قادری (خدا ان کی مزار مبارک کو نور سے بھرے اور ان کے اسرار کو پاک رکھے) کے خوارقات کو فقیر حقیر سید محمد امین نے جو تحریر میں لایا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ ایک روز حضرت کے دو خلفائے ملکر اعتکاف کیا اور اس دوران حضرت کی کراماتوں کا آپس میں تذکرہ کرنے لگے۔ چنانچہ اس محفل میں اچانک فقیر حقیر بھی پہنچ گیا۔ ایک مرید یہ ذکر کر رہے تھے کہ میں ۹ سال سے دیکھ رہا ہوں کہ حضرت شاہ عظمت اللہ قادری زمین کے اوپر ہواؤں میں معلق نظر آتے ہیں (فضا میں ہواؤں پر ایسا تشریف رکھتے ہیں جیسے کوئی زمین پر بیٹھا ہوا ہے) دوسرے نے کہا کہ میں سات آٹھ سال سے ایسا ہی دیکھ رہا ہوں اور یہ فقیر بھی اپنی تاریخ پیدائش سے حضرت

کی یہ کرامت دیکھتا رہا ہے، ہم تینوں میں یہ بحث چل رہی تھی کہ حضرت شاہ عظمت اللہ قادری ہم میں ایسا ظاہر ہوئے جیسے سورج اچانک مشرق سے طلوع ہوتا ہے اور یہ اشعار اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمانے لگے ۔

ہم وہ لوگ ہیں کہ مٹی کو اپنی ایک نظر سے کیمیا کر دیتے ہیں

ہم وہ لوگ ہیں کہ اپنی روحانی نظر سے تمہاری حاجت پوری کر دیتے ہیں

اپنے دکھ درد کو اگر تم کسی حکیم سے چھپا کر بھی رکھو، ہم غیب کے خزانہ کی مدد سے اسے ظاہر کر دیتے ہیں۔ اپنی قسمت پر فخر کرو کہ ہم تمہاری آرزو بن کر تمہارے سامنے جلوہ گر ہیں۔

تھوڑی دیر بعد اس فقیر حقیر کے دل میں یہ بات گذری کہ اکثر مشائخین اور اولیائے کرام نے اپنے زمانے میں توحید اور تصوف پر بہت کچھ کام کیا ہے۔ چنانچہ توحید کے بارے میں دلو رسالے میرے والد بزرگوار نے تصنیف فرمائے ہیں۔ اب بہتر یہ ہے کہ اپنے اجداد کی تعریف اور توصیف کا لوگوں میں اظہار کر دوں تاکہ مریدین اور معتقدین اس سے فائدہ اٹھائیں اور فیوض و برکات

حاصل کریں۔

جب یہ بات میرے دل میں گذری ایک روز میں نے قلم اٹھایا اور اس کتاب کو لکھنا شروع کیا۔ اور اس کتاب کا آغاز ہوا ہی تھا کہ میرے والد و مرشد حضرت سید شاہ عظمت اللہ قادری قدس سرہٗ اس فقیر کے نزدیک تشریف لائے۔ اور کھڑے ہو گئے، پوچھا کہ سید محمد امین یہ کیا لکھ رہے ہو۔ میں نے دست بستہ عرض کیا کہ اپنے بزرگوں کے حالات و واقعات پیش کر رہا ہوں، میں نے کتاب کے آغاز میں اپنا نام "سید محمد امین الدین قادری" لکھا تھا۔ اس پر فرمایا کہ اپنا نام اس طرح لکھو، جیسا کہ میں تمہیں مخاطب کرتا ہوں یعنی "محی الملت و الدین سید محمد امین الدین قادری" میں نے حکم کے مطابق عمل کیا اور اس کتاب کی ترتیب شروع کر دی۔ تاکہ اپنے اجداد کی تعریف و توصیف لوگوں کے سامنے جلوہ گر ہو جائے۔

اس کتاب کے پڑھنے والے اگر اس میں کوئی کمال اور اچھائی دیکھیں تو اس کو اللہ تعالیٰ کی بخشش سمجھیں اور اگر کہیں تقاضائے بشری سے کہیں غلطی نظر آئے تو نظر انداز کر دیں۔

جب میں نے اس کام کا آغاز کیا۔ اور اپنے والد بزرگوار کی طرف سے اس کتاب کے بارے میں الہام ہوا۔ اور غیبی بات چیت ہوئی اس وقت سن ۱۱۰۸ھ تھا۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت اسی سن میں اختتام کو پہنچی۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اللہ والوں کے دلوں میں کتاب مقبول ہو جائے۔ نبی اور آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر درود و سلام۔

حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک

خدائے تعالیٰ کے بعد جن کا مرتبہ اور درجہ افضل و اعلیٰ ہے آپ قریش کے معزز قبیلے سے والد اور والدہ دونوں جانب سے تعلق رکھتے ہیں کہ آپ کا نسب شریف مشہور و معروف ہے۔ اس طریقے سے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرک بن الیاس بن

منذر بن نزار بن معد بن عدنان۔ یہاں تک اہل سیرت اور اہل تاریخ میں نسب پر اتفاق ہے اور حضرت عدنان سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تک اور آپ سے حضرت آدم علیہ السلام تک بہت سے اختلافات ہیں اس لئے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نسب پاک عدنان تک سنایا اور اس کے بعد سکوت اختیار فرمایا۔ مگر اہل سیر کی اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ اسمٰعیل، ابراہیم، نوح اور شیث علیہم السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد کرام سے ہیں۔

والدہ محترمہ کیطرف سے نسب اس طرح ہے کہ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب۔

افتخار ہر نبی المرسلین ⁂ در جہاں آمد شفیع المذنبین

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات جو کہ جنت میں رہیں گی (انکی) وہ یہ ہیں ۱۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن کلاب (یہاں آپکا نسب حضور کے نسب سے مل جاتا ہے) ۲۔ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا ۳۔ حضرت بی بی زینب رضی اللہ عنہا آپکے

والد ماجد خزیمہ بن حارث بن عبداللہ بن عمر بن عبد مناف بن بلال بن صعصعہ ہیں ۴۔ حضرت بی بی زینب بنت رضی اللہ عنہا۔
۵۔ حضرت سوداد رضی اللہ عنہا آپ کے والد ماجد امر بن قیس بن عبد الشمس بن نصر بن مالک ہیں۔ ۶۔ حضرت بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حی بن اخطب ۷) حضرت بی بی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، بنت ابی العاص بن آمنہ بن عبد الشمس ۸) حضرت بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ۹۔ حضرت بی بی خزیمہ بنت حارث بن عابد بن مالک ۱۰) بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا بنت حارث بن حر ۱۱) بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادگان کے اسمائے گرامی اس طرح ہیں ۱۔ حضرت طیب جنہیں حضرت قاسم کہا جاتا ہے جن کے انتقال کی تاریخ ۷ رجب ہے ۲۔ حضرت طاہر جن کو حضرت ابراہیم کہتے ہیں۔ جن کے انتقال کی تاریخ ۱۰ رجب ہے۔ حضور کی صاحبزادیاں چار ہیں۔
۱۔ بی بی زینب رضی اللہ عنہا ۲۔ بی بی کلثوم رضی اللہ عنہا
۳۔ بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا ۴۔ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ سب سے

بڑی صاحبزادی بی بی زینب اپنے خالہ زاد بھائی ابو عباس کے نکاح
میں آئیں۔ دوسری صاحبزادی بی بی رقیہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
کے نکاح میں آئیں اور آپ کے انتقال کے بعد بی بی کلثوم بھی حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ اسی لیے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے
حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے نکاح
میں لیا۔ جن کا مہر یہ تھا بارہ سکہ عقد اور چھ درہم (جملہ ایک سو چھبیس روپے)
کھجور کی چھال کا پرانا بوریا، مینڈھے کی کھال کا جوتا۔ مسواک اور
لکڑی کے نعلین (کھڑاؤں) اور ایک چادر جسمیں سات پیوند لگے ہوئے
تھے۔ آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ ہو۔ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ
عنہا کی تاریخ وفات ۳ رمضان ہے۔ کتاب مخبر الواصلین میں
اسی طرح درج ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

آپ کے والد ماجد قحافہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد
بن مرہ ہیں۔ آپ کی والدہ کا نام ام الخیر بنت صخر بن عامر بن عمرو بن کعب

آپ کا نسب والد اور والدہ دونوں طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک سے ملتا ہے۔ آپ کی وفات ۲۲ ر جمادی الاخریٰ بروز چہار شنبہ ہوئی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ

آٹھویں پشت میں آپ کا نسب مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے سلسلہ نسب اسی طرح ہے۔ امیر المومنین عمر فاروق اعظم بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب۔ آپ کی والدہ ماجدہ ایک روایت سے ابوجہل کی چچا زاد بہن اور دوسری روایت سے ابوجہل کی چچا کی بہن ہیں۔ آپ کی وفات مخبر الواصلین کے مطابق ۲۷ ر ذوالحجہ بروز سنیچر ۲۳ھ کو ہوئی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہٗ

آپ کا نسب مبارک چھٹویں پشت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک سے ملتا ہے۔ نسب اس طرح ہے۔ امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان بن ابوالعاص بن عبدالشمس بن عبد مناف کتاب

مجزالواصلین میں ہے کہ آپ کا وصال ۱۸ ذوالحجہ کو ہوا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ

آپ کے والد ابو طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہیں اور آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف ہیں کتاب مجز الواصلین کے مطابق آپ کا وصال ۱۹ رمضان المبارک بروز جمعہ ہوا۔

امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دو سال تین مہینے جانشینی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر فائز رہے۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دس سال چھ مہینے مسند خلافت پر جلوہ افروز رہے۔ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بارہ سال فریضۂ خلافت انجام دی۔ اور حضرت مولا علی کرم اللہ وجہ چار سال اور نو مہینے مسند خلافت پر اقتدائے مخلوق انجام دیتے رہے۔ دین اسلام کے یہ چار ستون ہیں جن سے بندہ مومن کیلئے شریعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس استوار ہے۔ جو شخص ان چاروں میں سے کسی بھی ایک سے بغض و عناد رکھے وہ

چاروں کے لطف وکرم سے محروم ہے۔ حضرت پیر دستگیر سالارِ وقت
قطب زماں حضرت سید شاہ عظمت اللہ قادری قدس سرہٗ نے
اپنی اس رباعی میں اسلامی عقیدے کی ترجمانی کرتے ہوئے چاروں
خلفائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں خراج پیش کرتے
ہیں ؎

چراغ و مسجد و محراب و منبر ۔ شفیع المذنبین آں جملہ رہبر
ابوبکر و عمر عثمان و حیدر علی و فاطمہ شبیر و شبر

رقم الحروف نے اپنے اس شعر میں اس طرح عرض کیا ہے ؎

کہ صدیق اکبر و عادل عمر ۔ و حیادار عثمان علی شیر نر

(ذکر اولادِ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا)

حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے تین صاحبزادگان تھے۔ جن
کے اسمائے گرامی حضرت امام حسن، حضرت امام حسین اور حضرت امام
محسن ہیں، اور تین صاحبزادیاں جن کے نام بی بی زینب، بی بی کلثوم
اور بی بی رقیہ تھے۔ ان میں سے بی بی رقیہ اور امام محسن بچپن ہی میں
رحمت خداوندی سے جا ملے اور بی بی زینب حضرت عبداللہ جعفر کے

عقد میں آئیں اور بی بی کلثوم کو حضرت امیرالمومنین عمر فاروق کے عقد میں دیا گیا۔

اہل بیت کی محبت ہر مومن پر قرآن کریم کے ارشاد سے کی رو سے فرض ہے۔

اہلبیت نبوت کی تعریف و توصیف میں قرآنی آیات شاہد ہیں اور ان کے فضائل میں احادیث کریمہ موجود ہیں۔ حضرات اہلبیت کی فضیلتیں اتنی ہیں کہ اس مختصر کتاب میں اس کی گنجائش نہیں۔ شرح گلشن راز میں شیخ محمد شیرازی رحمتہ اللہ علیہ معراج شریف کے بیان میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ملائکہ انبیائے کرام سے سوال کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کس لئے پیدا فرمایا ہے۔ تمام انبیا نے جواب دیا کہ ہم تین باتوں کے لئے پیدا کئے گئے ہیں خدا کی وحدانیت، آپ کی رسالت و نبوت اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ولایت کے اقرار کے لئے لہذا حضرت علی کو اسد اللہ الغالب کہا گیا ہے۔ اور ولایت کا تمام فیض آپ ہی سے جاری ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہم ولایت کے فیض اور دینی و دنیاوی فیوض

وبرکات کی نسبت قطب الاقطاب فرد الاحباب مخدوم سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی طرف کرتے ہیں۔

حضرت ابو محمد الحسین بن علی بن ابی طالب جو کہ حضرت مولا علی کے بڑے صاحبزادے ہیں وہ دوسرے امام ہیں ان کا لقب مجتبیٰ ہے۔ ان کی ولادت مبارکہ ۱۵ رمضان ۳ھ ہے۔ اور آپ کا انتقال ۷ صفر ۵۰ھ کو ہوا اور عمر شریف ۴۶ سال ہوئی۔ ۱۰ صاحبزادے اور چھ صاحبزادیاں ہیں حسن المثنیٰ حسین، طلحہ، اسمٰعیل، عبداللہ، حمزہ، یعقوب، عبدالرحمٰن، عمر اور قاسم، ان میں سے چھ صاحبزادگان نے جام شہادت نوش فرمایا اور چار باقی رہے۔ اور چھ صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی فاطمہ حضرت امام زین العابدین کے نکاح میں آئیں اور باقی صاحبزادیوں کے بارے میں حالات محفوظ نہیں رہ سکے۔ (رضی اللہ عنہم)

باقی ماندہ چار صاحبزادوں میں حضرت امام زید اور امام حسن مثنیٰ کی اولاد دنیا میں پھیلی اور آپ دونوں کا فضل و کمال آفتاب نصف النہار کس طرح ظاہر ہے اور سورج کا آئینہ صیقل

اور جلا کا محتاج نہیں ہے۔

حضرت زید بن حسن رضی اللہ عنہما جن کی کنیت ابو محمد تھی۔ آپ صاحب فضل و کمال صاحبزادے تھے۔ آپ کے مفصل حالات کتاب روضۃ الشہدار میں ملاحظہ کیجئے۔

حضرت امام حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہٗ انتہائی خوبصورت اور صاحب فضل و کمال تھے۔ ایک دفعہ آپ کے چچا امام حسین رضی اللہ عنہٗ نے آپ سے فرمایا کہ اے حسن مثنیٰ! میرے دونوں صاحبزادیوں فاطمہ اور سکینہ میں سے کسی ایک کو اپنے لئے اختیار کرلو تاکہ انھیں تمہارے نکاح میں لایا جائے۔ چونکہ امام حسن مثنیٰ انتہائی شرمیلے تھے کچھ نہ فرماکر خاموشی اختیار فرمائی۔ حضرت امام حسین نے ارشاد فرمایا کہ اے بھتیجے میں نے تمہارے لئے فاطمہ کو اختیار کیا ہے۔ جب امام حسن مثنیٰ کا حضرت فاطمہ سے نکاح ہوا تو تین صاحبزادے تولد ہوئے ۱۔ حضرت امام عبداللہ محض ۲۔ حضرت امام ابراہیم ۳۔ حضرت امام حسن مثلث اور یہ تینوں اس بات پر فخر کرتے تھے کہ ہمارے والدہ حضرت امام حسین شہید دشت کربلا کی صاحبزادی ہیں۔ اور

ہمارے والد امام حسن مجتبیٰ کے صاحبزادے ہیں۔

حضرت عبداللہ محض کے چھ صاحبزادے تھے۔ امام محمد،
امام ابراہیم، امام موسیٰ، امام یحییٰ، امام سلیمان، امام ادریس
سلسلہ قادریہ تیسرے صاحبزادے حضرت امام موسیٰ سے جاری ہے
چنانچہ شیخ العالمین قطب الاقطاب شیخ محی الدین جیلانی الحسنی الحسینیؒ
کا سلسلۂ نسب اس طرح ہے۔

حضرت شیخ العالمین قطب الفرد والجامع شیخ محی الدین سیدنا
عبدالقادر الحسنی الجیلانی رضی اللہ عنہٗ ابن صالح موسیٰ جنگی دوست
(آپکو جنگی دوست اس لئے کہا جاتا ہے کہ ہمیشہ اپنے نفس سے جہاد
فرماتے تھے آپ کو محمد دوست بھی کہا جاتا ہے) بن عبداللہ بن یحییٰ
زاہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بن
حسن المجتبیٰ بن امیر المومنین علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہم
اجمعین۔ (سید عبداللہ محض اپنے والد اور والدہ دونوں طرف
سے خاص اہلبیت نبوت سے تعلق رکھتے ہیں)۔

غزل

امام علی شہنشہ مشکل کشا تو امام حسن شاہ آں مجتبیٰ

امام مثنیٰ امام المحض تو امام موسیٰ آں روشن لقا

شجرہ عالیہ قادریہ

سردار اولیاء محبوب ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو خرقہ خلافت حضرت شیخ ابو سعید مبارک مخزومی سے، آپ کو حضرت شیخ ابوالحسن سے، آپ کو حضرت شیخ ابوالفرح، یوسف طرطوسی سے۔ آپکو شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی سے آپ کو شیخ عبداللہ شبلی سے، آپ کو حضرت خواجہ جنید بغدادی سے آپ کو حضرت خواجہ سری سقطی سے آپ کو حضرت شیخ معروف کرخی سے خلافت و بیعت حاصل ہے۔

شجرہ خلافت اجداد کرام

حضرت شیخ الکل غوثنا اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ حضرت ابو صالح موسیٰ جنگی دوست، حضرت شاہ

عبداللہ ولی، حضرت شاہ یحیٰ زاہد، حضرت امام سیف اللہ، حضرت امام داؤد، حضرت امام موسیٰ جون، حضرت امام عبداللہ محض، حضرت امام حسن مثنیٰ، حضرت امام حسن مجتبیٰ، حضرت امام علی المرتضیٰ حضرت امام ہمام سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

حبیب محمد علی مرتضیٰ ؛ حسن الحسین است و خیر النساء
شفیع مصطفیٰ ساقی حیدر ؛ فاطمہ خیر النساء شبیر و شبر
محمد علی فاطمہ یا حسن ؛ حسین شہید ابن پنجتن

ضروری وضاحت:-

اگر کوئی یہ سوال کرے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو شیخ کس لئے کہتے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ شیخ کہنے کی دو وجوہات ہیں۔ ایک یہ کہ عرب میں یہ اصول اور عادت ہے کہ ہر بزرگ کو شیخ کہا جاتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ صوفیائے کرام کی اصطلاح میں صاحب تصرف اولیائے کرام کو شیخ کہا جاتا ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ متصرف ولی ہیں۔ تمام دنیا میں قیامت تک کوئی ولی آپ کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے بےشمار

کمالات اور فضائل آپ کو عطا فرمائی ہیں کہ آپ کو غوثیت اور قطبیت کے مراتب عالیہ پر فائز فرمایا اور آپ ایسے مقام پر پہنچے کہ ارشاد فرمایا کہ "میرا یہ قدم اللہ کے ہر ولی کی گردن پر ہے" یہ سنتے ہی اس وقت کے تمام اولیاء نے اپنا سر نیچے کیا۔ یہ اعلیٰ مقام اور مرتبہ کس کا ہو سکتا ہے سوائے سرکار غوثیت کے۔

رباعی

سید و سلطان فقیر و خواجہ روشن ضمیر ٭ ہست مخدوم غریب بادشاہ شیخ و میر
چونکہ درویش است سید نا محی الدین ٭ جملہ حاجت را بر آری شاہ شاہاں دستگیر

نسب والدہ ماجدہ! حضرت غوث الثقلین غوث اعظم رضی اللہ عنہ ابن ام الخیر اُمۃ الجبار فاطمہ ثانی رضی اللہ عنہا بنت عبداللہ صومعی بن جمال محمد بن محمود بن طاہر بن عطا عبداللہ بن کمال الدین عیسیٰ بن علاؤالدین محمد الجواد بن امام علی موسیٰ رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین شہید کربلا بن امام ہمام امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین۔

حضرت ابو صالح موسیٰ جنگی دوست کی والدہ محترمہ بی بی ام سلمہ بنت محمد بن طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ نے آپکو بغداد شریف کی طرف رخصت کرتے وقت آپ کو یہ دعا سکھائی کہ ایک سو گیارہ بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور درود پاک پڑھتے رہیں جو بھی مطلب اور مہم ہو فضل الٰہی سے جلد پوری ہو جائے گی۔ اور یہ دعا بھی پڑھیں۔ بد اللہ کافی قصدت الکافی وجدت الکافی لکل کافی کفانی الکافی ونعم الکافی وللہ الحمد ہ

مرا تو مراد است پیران پیر ؛ مدد غوث الاعظم توئی دستگیر

ذکر اولاد حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ

آپ کی جملہ اولاد کی تعداد ۷۷ تھی۔ جن میں سے ۴۷ صاحبزادگان اور ۳۰ صاحبزادیاں تھیں اوران میں سے دس صاحبزادگان اور تین صاحبزادیاں بقید حیات رہیں اور باقی اولاد کم عمری میں وصال

فرما ہوئی۔

۱۔ حضرت سیف الدین عبدالوہاب رضی اللہ عنہ آپ کی ولایت ماہ شعبان ۵۱۲ھ میں ہوئی اور وفات ۲۵ شوال المکرم ۶۰۷ھ کو ہوئی۔ آپ کی مزار انور بغداد شریف میں حضرت امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ کی مزار سے متصل واقع ہے۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے پہلے صاحبزادے حضرت سید ابو منصور عبدالسلام اور دوسرے صاحبزادے حضرت سلیمان ابوالفتح رضی اللہ عنہما ہیں۔

۲) حضرت سید تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق رضی اللہ عنہ آپ کی ولادت ۲۸ ذی الحجہ ۵۲۸ھ بروز دوشنبہ مبارکہ ہوئی۔ اور بغداد شریف میں آپ کی وفات ۶ شوال ۶۱۱ھ کو ہوئی۔ آپ کی مزار شریف حضرت والد بزرگوار کی مزار انور کے نزدیک ہے۔ حضرت سید تاج الدین کی اہلیہ محترمہ کا نام تاج النساء ہے۔

رباعی از کتاب

محی الدین شہنشاہ یقین است ٭ بحق غوث اعظم شاہ دین است

کہ مبارا حید بود آں شاہ رزاق ٭ کہ وارث دو جہاں عظمت ہمین است

۳۔ حضرت سید شرف الدین عیسیٰ رضی اللہ عنہ مصنف کتاب جواہر الاسرار و لطائف الانوار، یہ کتاب علم تصوف کے حقائق و معارف پر مشتمل ہے حضرت محبوب ربانی غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے کتاب فتوح الغیب کو آپ ہی کے لئے تصنیف فرمایا ہے آپ کا انتقال ۲۲ رمضان ۶۱۶ھ کو ہوا۔

۴۔ حضرت سید ابو اسحاق رضی اللہ عنہ آپ کا انتقال ۲۵ ذیقعدہ ۶۲۴ھ کو ہوا آپ صاحب کشف کرامت بزرگ تھے۔

حضرت سید یحییٰ رضی اللہ عنہ آپ کی ولادت ۶ ربیع الاول ۵۵۰ھ کو ہوئی۔ اور آپ کی وفات ۱۵ شعبان ۶۰۲ھ کو شب برات میں ہوئی۔ آپ کی مزار شریف بغداد شریف میں آپ کے برادر بزرگ حضرت سید عبد الوہاب قدس سرہ کے مزار انور کے قریب ہے۔

حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادیوں کا ذکر۔۔۔ پہلی صاحبزادی بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا جنکو حضرت عبد الرحمٰن تفسونجی کے صاحبزادے جن کا نام معلوم نہ ہو سکا)

کے عقد میں دیا گیا۔ دوسری صاحبزادی جن کا نام بی بی فاطمہ تھا انھیں شیخ قصیب موصلی رضی اللہ عنہ کے عقد میں دیا گیا۔ تیسری صاحبزادی جن کا نام بی بی عائشہ تھا) آپ کو شیخ مسلم عدوی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دیا گیا۔

حضرت سید تاج الدین عبدالرزاق رضی اللہ عنہ کے چار فرزندان تھے۔ پہلے صاحبزادے حضرت سید عماد الدین ابو صالح نصر کہ آپ کی تصنیف فقہ حنفی میں مشہور و معروف ہے آپ کی ولادت ۱۴ ربیع الآخر ۵۶۴ھ بروز جمعرات ہوئی۔ اور آپ کا انتقال بغداد شریف میں ہوا۔ دوسرے صاحبزادے حضرت سید عبدالرحیم ہیں جن کی ولادت ۷ ربیع الاول ۶۰۶ھ میں ہوئی۔ آپ کا انتقال بغداد شریف میں ہوا۔ باب الحرب کے نزدیک دفن ہوئے۔ تیسرے صاحبزادے سید اسمٰعیل ہیں آپ کی ولادت اور وفات کی تاریخ محفوظ نہیں رہی۔ آپ کا مقبرہ حضرت امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ کے حجرہ میں واقع ہے۔ چوتھے صاحبزادے حضرت سید فضل اللہ ہیں۔ کم عمری میں آپ کی شہادت ہوئی۔

پہلی صاحبزادی حضرت بی بی سعادت آپ کی وفات بغداد میں ہوئی

دوسری صاحبزادی بی بی عائشہ آپ کی وفات بغداد میں ہوئی۔

اور باب الحرب میں دفن ہوئیں۔

ایک وظیفہ

حضرت سید تاج الدین عبدالرزاق رضی اللہ عنہ نے

فرمایا ہے کہ فجر اور عشاء کے وقت یہ دعا پڑھنے سے اس کی ہر

حاجت دینی و دنیاوی مراد حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے طفیل

پوری ہوگی۔ دعا یہ ہے کہ

" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا محی الدین اسئلک ان تحی قلبی

بنور معرفتک کما تحی الدین یا محی الدین"

حضرت سید شاہ عماد الدین رضی اللہ عنہ کی اولاد کا ذکر

آپ کے دو فرزند اور ایک دختر تھے۔ ۱۔ حضرت سید ابو النصر

شمس الدین محمد ۲۔ حضرت سید ابو النصر موسیٰ دختر بی بی امتہ

الزینب رضی اللہ عنہم۔

حضرت سید ابو النصر شمس الدین محمد آپ کی وفات ۱۲ ر شوال ۶۵۶ھ بروز پیر ہوئی اور اپنے جد امجد کی بارگاہ میں مدفون ہیں۔ آپ کے فرزند سید ظہیر الدین ابو مسعود احمد تھے جن کی وفات ۲۳ ر ربیع الاول ۶۸۱ھ بروز منگل ہوئی۔ اور آپ کے فرزند حضرت سید سیف الدین ابوذکریا رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ شہر حامہ میں پہلے بزرگ ہیں جو حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں وہاں پہنچے۔ آپ کی وفات ۷۳۲ھ میں ہوئی اور حامہ میں مدفون ہوئے۔ آپ صاحبزادے حضرت سید علاؤ الدین ابوالحسن رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کی وفات ۴ ر جمادی الآخر ۷۹۳ھ بروز منگل ہوئی اور آپ کے فرزند حضرت سید شمس الدین محمد ہیں جو کتاب قلائد کے مصنف ہیں۔ آپ کی وفات شہر حامہ میں ہوئی آپ کے فرزند حضرت سید خیر الدین عبد القادر ثانی رضی اللہ عنہ ہیں آپ کی وفات بھی حامہ میں ہوئی۔ اور اپنے جد امجد کی بارگاہ میں مدفون ہوئے۔ آپ کے فرزند حضرت سید شمس الدین محمد رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کی وفات بھی شہر حامہ میں ہوئی۔

آپ کے فرزند حضرت سید صالح محی الدین قادری ہیں۔ آپ کا
انتقال ماہ ربیع الاول ۹۹۱ھ میں ہوئی۔ آپ کے صاحبزادے
حضرت سید عفیف الدین حسین رضی اللہ عنہ آپ کی ولادت
ماہ رجب ۹۵۶ھ میں اور وفات ۲۹ شوال کو ہوئی۔ آپ کے
صاحبزادے حضرت قطب العالم سید احمد ہادی رضی اللہ عنہ ہیں آپ
کی ولادت اور وفات حاضری ہوئی۔ آپ کا عرس شریف ہر سال
۹ ربیع الاول کو ہوتا ہے۔ آپ کے فرزند حضرت سید محمد رضی اللہ عنہ
ہیں۔ آپ کے والد نے آپ کو محمد معنوی خطاب عطا فرمایا ہے۔ آپ
کی ولادت عربستان میں ہوئی اور آپ کا عرس شریف ۷ رجب
المرجب کو ہوتا ہے آپ کے فرزند حضرت سید شاہ عظمت اللہ
قادری رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت سید شاہ عظمت اللہ قادری رضؓ

سالار وقت قطب زماں حضرت سید شاہ عظمت اللہ
قادری قدس سرہ کی ولادت مبارکہ ملک عرب میں ہوئی، اور

آپ کا روضہ نورہا قیمہ اللہ میں ایک عظیم الشان روضہ مبارک
کے نزدیک واقع ہے۔ آپ کا عرس شریف ۱۵ ربیع الاول کو
منایا جاتا ہے۔ آپ کے تین صاحبزادگان تھے:۔ ۱۔ حضرت سید
عبدالفتح قادری ۲۔ حضرت سید شاہ عبدالقادر قادری
۳۔ حضرت سید شاہ محمد امین الدین قادری جو اس کتاب کے مصنف
ہیں جن کو حضرت والد بزرگوار کے حضور آپ کی خدمت میں زندگی
بھر رہنے کا اتفاق ہوا۔ جو کچھ آپ نے اپنی زبان مبارک سے
ارشاد فرمایا اس کو تحریر میں محفوظ کیا اور چند ارشادات آپ
کی رحلت کے بعد جتنا یاد تھا تحریر میں محفوظ کیا ہے اور اپنے
جد امجد کے حالات و واقعات کو منظر عام پر لانے کی کوشش کی
گئی ہے۔

حضرت سید شاہ عظمت اللہ قادری قدس سرہٗ کے
تینوں صاحبزادوں کے نام اس شعر میں یوں بیان کیے گئے ہیں۔
اسم سید فتح قادر و سید امین بُو داں زعظمت روشن و مسند نشین
حضرت سید محمد امین الدین قادری قدس سرہٗ کی ولادت کی تاریخ

پر مشتمل یہ رباعی ہے جسکو حضرت سرکار عظمتیہ نے تحریر فرمایا۔

بتاریخ ولادت درفشانی ٭ تو زیر سایہ محبوب مانی

رسید الہام از ملہم کہ مارا ٭ تو الا یافت او معشوق ثانی

حضرت سید شاہ عظمت اللہ قادری قدس سرہ کے کشف

وکرامات یعنی خوارق عظمتیہ ملاحظہ کیجیے۔

پہلی کرامت

سالار وقت قطب زماں حضرت سید شاہ عظمت اللہ

قادری قدس سرہ کی جب ولادت ہوئی۔ اور آپ کی عمر شریف

چھ ماہ کی ہوئی۔ والدہ محترمہ انتقال فرمائیں۔ آپ کی خالہ نے جو کہ

سن بلوغ کو نہیں پہنچی تھیں اپنی پرورش میں لیا۔ خدا کی قدرت

کاملہ سے آپ کو دودھ آتا تھا۔ اور آپ دودھ پیا کرتے تھے۔

ایک روز آپ کی خالہ کی والدہ نے دریافت کیا کہ اس بچے کو آپ سے

اس طرح الفت کیوں ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ جس وقت نومولود

کو اپنے قریب لیتی ہوں تو بے اختیار دودھ برآمد ہوتا ہے۔ حضرت

محمد معنوی کو آن کی اہلیہ محترمہ[۲] حضرت سید شاہ عظمت اللہ قادری کی خالہ سے نکاح فرمایا۔ اِسی وجہ سے آپ کو آپ کے خوشدامن صاحبہ ذوالنورین فرمایا کرتے تھے۔ نکاح کے بعد پھر آپ سفر میں روانہ ہوگئے۔

دوسری کرامت

بسم اللہ کی تقریب

جس روز حضرت سید شاہ عظمت اللہ قادری قدس سرہٗ کی بسم اللہ شریف تھی، اُس روز آپ کے والد ماجد نے آپ کو ہرا لباس زیب تن فرمایا اور ہرا عمامہ سر پہ باندھا گیا تھا، اُس روز شب میں تسمیہ خوانی کی محفل منعقد ہونے سے قبل اچانک ایک بزرگ اُسی مجلس میں وارد ہوئے۔ اور حضرت شاہ عظمت اللہ قادری کو اشارہ فرمایا کہ خاموش ہو جائیے۔ اِس کے بعد حضرت عظمت اللہ کی زبان خاموش ہوگئی جیسا کہ آپ گونگے ہوگئے ہیں تمام افرادِ خانہ فکر میں پڑ گئے کہ آج بسم اللہ کا دن ہے یہ کیا ماجرا ہے زبان بند ہوگئی ہے۔ تمام گھر والے والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر

۲ (حضرت سید شاہ عظمت اللہ قادری کی والدہ) کے انتقال کی خبر پاکر آپ تشریف لائے اور آپ کی اہلیہ کی عمر

ہوئے اور اظہار حقیقت کیے۔ والد بزرگوار بھی متفکر نظر آنے لگے

بالآخر بسم اللہ کی محفل منعقد ہوئی اور اچانک وہی بزرگ محفل میں

تشریف لائے اور کرسی پر بیٹھ گئے۔ اور حضرت شاہ عظمت اللہ

کو اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ پڑھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فوراً شاہ عظمت اللہ کی زبان کھل گئی اور آپ پڑھنا شروع

کردیے۔ اس کے بعد والد بزرگوار تمام قاعدہ پڑھائے اور بسم اللہ

کی رسم پوری ہوئی۔ تمام حاضرین اس بزرگ سے مصافحہ کے لئے

آگے بڑھنا ہی چاہتے تھے کہ وہ اچانک غائب ہو گئے تمام لوگوں

کو حیرت اور تعجب ہوا، اور سب نے حضرت شاہ عظمت اللہ قادری

سے اصرار کرتے ہوئے دریافت فرمایا کہ اس بزرگ کا تعارف کرائیں

حاضرین کے استفسار اور اصرار پر حضرت شاہ عظمت اللہ قادری نے

ارشاد فرمایا کہ وہ بزرگ امام المکرمین حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

تھے۔

ایک دن حضرت شاہ عظمت اللہ قادری کھیل کود میں

مصروف تھے کہ ان کے سامنے ایسا معلوم ہوا کہ وہ پردے حائل ہوئے

ہیں ایک سبز ہے اور دوسرا سرخ۔ سراسیمہ ہوکر والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئے تو والد بزرگوار نے فرمایا کہ وہ جو پردے سبز اور سرخ تمہارے چہرے پر تمہیں نظر آئے ہیں وہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کی چادر مبارک ہے یہ چادر آپ حضرات نے تمہارے چہرے پر اس لیے ڈالا ہے کہ ان کے ذریعہ سے تمہارا قلب منور ہو جائے اور اس کا راز تمہیں آئندہ سمجھ میں آئے گا۔

یہ اس وقت کا ذکر ہے کہ جب حضرت شاہ عظمت اللہ قادری کی عمر شریف سات سال کی ہوئی۔ والد بزرگوار نے تلقین فرمایا کہ بسم اللہ شریف میں تمہیں جو سبز لباس پہنایا گیا تھا، اور سرخ عمامہ باندھا گیا تھا اس میں یہ راز ہے کہ تمہیں میری طرف سے خلافت قادریہ کی خلافت ملنے والی ہے۔ اور تمہیں والدہ ماجدہ کی طرف سے خلافت حسینیہ حاصل ہے۔

تیسری کرامت

جب حضرت سید شاہ عظمت اللہ قادری قدس سرہٗ کی
عمر شریف بارہ سال کی ہوئی۔ والد بزرگوار کا انتقال ہوا۔
تجہیز و تکفین سے فراغت کے بعد قبر پر سفید چادر لٹکائی گئی۔ تھوڑی
ہی دیر بعد اس چادر کو لیکر حضرت شاہ عظمت اللہ اپنے کاندھے
پر ڈال کر جنگل کی طرف نکل پڑے اور بارہ سال تک آپ کا نام
و نشان نہیں تھا، اور جنگل ایسا تھا کہ شائد وہاں پری کی گنجائش
بھی نہ ہو۔ وہاں پانی کا نام و نشان نہیں تھا کھانے کی گنجائش
کہاں ہو سکتی۔ بغیر کھائے اور پیئے اس طرح کے جنگل میں آپ گم
ہوئے۔ اور بغیر کھائے اور پیئے خدا کے ذکر میں غرق تھے۔ مگر دو
دفعہ آپ کو سخت بھوک اور پیاس کا احساس ہوا، چنانچہ دونوں
دفعہ درختوں کے پتے اور پھول پر قناعت اختیار فرمائے۔ درختوں
سے آواز آئی کہ اے خدا کے دوست اللہ نے تمہیں عبادت کیلئے
پیدا کیا ہے نہ کہ خدا کی مخلوق کو ایذا پہنچانے کے لئے۔ آپ نے

درختوں سے یہ آواز سنی۔ فوراً درختوں سے علیحدہ ہوئے۔ اور
گریہ وزاری میں لگ گئے اور خدا کی بارگاہ میں عاجزی وانکساری
کرنے لگے۔ اسی حال میں حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی روح مبارکہ
کی زیارت ہوئی۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرمایا کہ کیا ہم نے
تمہیں نہیں کہا تھا کہ درختوں کو تکلیف نہ دیجئے۔ اور اپنی زبان
مبارک آپ کی زبان مبارک پر رکھا اور فرمایا کہ اب پھر تمہیں
بھوک اور پیاس کا احساس نہ ہوسکے گا۔ چنانچہ اسی طرح آپ
بارہ سال جنگل میں رہے اور پھر بھوک لگی نہ پیاس۔ اسی حال میں
ایک دفعہ ایک آواز آئی کہ اے شاہ عظمت اللہ آپ کیا چاہتے
ہو۔ آپ نے فرمایا کہ میں خدائے تعالیٰ کا تقرب ہی چاہتا ہوں۔ پھر
دوسری دفعہ آواز آئی آپ نے وہی جواب دیا۔ تیسری مرتبہ وہی ندا
آئی تو آپ نے فرمایا کہ میں کوئی چیز نہیں چاہتا۔ چوتھی دفعہ آپ
نے آواز سنی کہ اے شاہ عظمت اللہ آپ نے جو کچھ چاہا ہے
وہ آپ کو مل گیا ہے۔ اب اس وقت ملک دکن کا رُخ کیجئے۔
اور اپنے آپ کو ظاہر نہ کرنا۔ بندگان خدا کیلئے امر معروف

وتھی منکر کا فریضہ انجام دینا۔

چوتھی کرامت

ایک دفعہ حضرت سید شاہ عظمت اللہ قادری قدس سرہٗ نے لامکاں سے یہ آواز سنی کہ اپنے آپ کو مخلوق میں ظاہر کریں۔ اور آپ خدائی حکم کے مطابق دکن کا رُخ اختیار فرمائے۔ اور ایک دریا کے قریب ایک پہاڑی میں قیام فرما ہوئے۔ اور اُس جنگل میں ایک راجہ تھا جو متواتر شکار کے لئے اُس جنگل میں آتا تھا اُس نے دیکھا کہ تمام جنگل منور اور معطر نظر آرہا ہے حیرت میں پڑگیا اور اپنے وزیروں کو حکم دیا کہ یہ شکار گاہ منور معلوم ہو رہا ہے یہاں ضرور کسی بزرگ کا وجود معلوم ہوتا ہے اُن کی تلاش شروع کی جائے۔ تمام جاسوس آپ کی تلاش شروع کردیئے مگر کافی عرصہ گذر جانے کے باوجود وہ کامیاب نہ ہوسکے۔ اور راجہ کی خدمت میں اپنی ناکامی کا اظہار کردیئے۔ کچھ عرصے بعد راجہ کی نظر آپ پر پڑی۔ راجہ فوراً سجدہ میں گر گیا اور آپ کی خدمت میں عرض کیا

کہ حضور آپ کے اس خادم کے گھر میں ایک تقریب ہے۔ آپ سے امید ہے کہ میرے غریب خانہ پر تشریف لا کر مجھے سعادتمند فرمائیں گے۔ آپ نے اس کی یہ خواہش منظور فرمائی اور اس راجہ کے گھر تشریف لے گئے اور سات آٹھ روز اس کی تقریب میں شرکت فرماتے رہے اور وہاں کئی غیر مسلموں کو دولت اسلام سے مالا مال فرما کر وہاں سے روانہ ہوئے۔

ایک روز آپ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ حضرت سید محمد حسینی خواجہ بندہ نواز قدس سرہٗ کی روح مبارک سے استفادہ کیا جائے۔ حاضرین کو آپ نے فوراً وہاں سے رخصت فرما دیا۔ اور خود ایک پہاڑی میں تشریف لے گئے۔ اور وہاں حضرت خواجہ کی روح منور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ اور جو بھی ظاہری و باطنی اسرار تھے۔ آپ کی بارگاہ سے حاصل فرمایا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ عظمت اللہ قادری کہ جو اسرار و رموز ضروری تھے میں نے تمہیں عطا کر دیئے ہیں آپ اپنی نسبت میرے اس پوتے سے کہ جو مقام ونڈوتی میں مقیم ہیں اس ارشاد کے مطابق

آپ قصبہ دنڈوتی پہنچے ، اور حضرت سید شاہ ندیم اللہ حسینی
کو نہ پہچان کر آپ کی تلاش میں لگ گئے اور حضرت شاہ ندیم اللہ
حسینی نے مسکرا کر فرمایا کہ تشریف لائیے میں ندیم اللہ حسینی ہوں
حضرت خواجہ گیسو دراز نے تم سے کیا فرمایا ہے۔ جب حضرت شاہ عظمت
اللہ نے یہ بات سنی تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ بنفس نفیس
وہاں تشریف فرما ہیں آپ حضرت خواجہ اور حضرت شاہ ندیم اللہ
حسینی کے قدم چومے اور تین روز تک وہاں حاضر رہے تکے بعد سلسلہ
چشتیہ کی اجازت حاصل فرمائی اور حضرت شاہ ندیم اللہ سے یہ نعمت
حاصل فرما کر گلبرگہ تشریف لائے۔ اور مغرب سے نصف شب تک حضرت
خواجہ کی گنبد مبارک میں شمالی محراب میں معتکف ہو گئے۔ جب نصف
شب گذری گنبد کے اس محراب میں شگاف پڑی اور اس شگاف
کے ذریعہ آپ اندر تشریف لے گئے اور حضرت خواجہ کی روح مبارک
سے استفادہ کیا اور چند تبرکات آپ کو حضرت خواجہ نے عطا
فرمائیں جس میں چند فرما اور ایک پھول کا ہار اور مصری شامل تھے
اور آپ نے فرمایا کہ یہاں سے قصبہ بہنور تشریف لیجائیے ۔

وہاں سب سے پہلے آپ کی جس سے ملاقات ہوا آس کے گلے میں یہ
ہار ڈال دینا جب ارشاد آپ قصبہ بھنور زوال آفتاب کے وقت
پہنچے اور سب سے پہلے آپ کے روبرو کوئی تھا تو وہ سکندر خاں
جاگیردار کی بیٹی تھی اور سکندر خاں جاگیردار حضرت شاہ ندیم
اللہ حسینی کے مریدوں میں سے تھا۔ اور اس بیٹی کی عمر نو سال تھی حضرت
نے پھول کا ہار اور ہمری اس کے حوالے کر دیں۔ اور وہ لڑکی ان
تمام چیزوں کے ساتھ گھر پہنچی۔ اور والدین سے کہا کہ میں باہر گئی
ہوئی تھی۔ ایک درویش نے مجھے یہ چیزیں دی ہیں۔ والدین نے تمام
چیزیں گھر کے باہر پھینک دیں۔ جب رات ہوئی تو کھجور ہمری اور پھول
کا ہار اس لڑکی کے پاس موجود پائے گئے۔ پھر دوبارہ والدین نے
اسے دور پھینک دیا۔ اور اس طرح تین روز تک ہوتا رہا۔ اس کے
بعد والدین نے اپنی بیٹی سے کہا کہ اس درویش کا نام کیا ہے۔ اس
لڑکی نے کہا کہ مجھے نام معلوم نہیں ہے۔ البتہ اس نے آپ کے لباس
اور حلیہ سے والدین کو واقف کرایا اور والدین آپ کی تلاش میں لگ
گئے اور آپ کے پاس آکر سخت غضبناک ہوئے اور غصہ کا اظہار کیا

جس کی وجہ سے آپ نے قصبہ بیہثور سے الند کی طرف رخ فرمایا
اور الند شریف پہنچے، اس کے بعد اسی لڑکی کے والدین کے خواب میں
آ کر حضرت شاہ قدیم اللہ حسینی نے فرمایا کہ تمہاری لڑکی کو جس درویش
نے کچھ رسوری اور پھول کا ہار دیا ہے وہ درویش حضرت محبوب
سبحانی غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے پوتوں میں سے ہے۔ اور
حضرت سید محمد حسینی خواجہ گیسو دراز کے نواسوں میں سے ہے تمہاری
بچی کی نسبت اس درویش سے طے ہو چکی ہے تم نے اس طرح
سے ان کے ساتھ سلوک کیوں اختیار کیا؟ اب تمہیں چاہیئے کہ
فوراً حضرت شاہ عظمت اللہ قادری کی خدمت میں حاضر ہوں
اور اپنے غلطی کی معافی طلب کریں تاکہ میدان قیامت میں تم
سرخرو ہوسکو۔ اس وقت حضرت شاہ عظمت اللہ قادری بیہثور
سے تشریف لا کر الند کے ایک پہاڑ میں سکونت اختیار فرمایا۔
یہاں کچھ عرصہ گذرا۔ یہاں چند لڑکے جو بکریاں چرانے کے لئے آیا
کرتے تھے اور حضرت کو یہاں درخت کے پاس تشریف رکھے ہوئے
دیکھتے تھے۔ ایک دن ان لڑکوں نے مرزا علی قلی بیگ کو یہ اطلاع

دی کہ ہم ایک مدت سے یہاں ایک درویش کو دیکھ رہے ہیں
مرزا علی قلی بیگ نے کہا کہ مجھے بہت دنوں سے حضرت شاہ عظمت
اللہ کی تلاش ہے شاید یہ وہی ہوں۔ آپ کی تلاش شروع
کیا مگر آپ کو پانے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ ایک روز مرزا علی قلی
بیگ جمعرات کے دن حضرت لاڈلے مشائخ انصاری قدس سرہٗ
کے روضہ میں فاتحہ کے لئے حاضر تھا وہاں حضرت شاہ عظمت اللہ
قادری قدس سرہٗ بھی بارگاہ میں تشریف فرما تھے۔ مرزا علی قلی
بیگ فوراً دوڑتے ہوئے حاضر ہوا اور قدمبوسی کا شرف حاصل کیا
اور عرض کیا کہ حضور میں ایک مدت سے آپ کی قدمبوسی کیلئے
آپ کو تلاش کر رہا تھا۔ آج مجھے اس کا شرف حاصل ہوا ہے۔
آخر کار مرزا علی قلی بیگ اور اس کے چوبداروں میں فرہاد خاں
بھی شامل ہے۔ آپ کی مریدی میں داخل ہوئے۔ اس کے چند روز
بعد یوسف خاں قلعدار نلدرگ جسے شیخ مخدوم بھی کہا جاتا تھا
اپنے چند احباب کے ساتھ حاضر ہو کر آپ کے مریدوں میں شامل ہو گیا
قصبہ بہنور سے نکلنے کے بعد ان تمام کاموں میں بیتی سال

کا عرصہ لگ گیا۔ اُس لڑکی کے والدین جو آپ کی تلاش میں تھے
یہاں پہنچ گئے۔ اور حضرت کو الہام بھی یہی تھا کہ اُس لڑکی کی عمر
جب بارہ سال ہو جائے تب اُس سے نکاح کرنا۔ قصبۂ بہنور
جاکر جب آپ نے اُس لڑکی کو کھجور، مصری اور پھولوں کا ہار دیا تھا
اُس وقت عمر نو سال تھی۔ اِن تین سالوں کے بعد بارہ سال عمر
ہو گئی۔ والدین کے اصرار پر آپ قصبہ بہنور پہنچے اور اُس لڑکی
سے شادی کی تیاریاں شروع ہوئیں۔ آخر کار سکندر خاں جاگیردار
کی اُس لڑکی سے حضرت شاہ نعیم اللہ شہی کے حسب ارشاد شادی
انجام پا گئی۔

شادی کے دو سال بعد پہلے صاحبزادے حضرت سید
عبدالفتح قادری کی ولادت ہوئی۔ اور اُس کے ڈھائی سال بعد
حضرت سید عبدالقادر قادری پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت کے
دو سال بعد جبکہ حضرت شاہ عظمت اللہ قادری خدا کی عبادت
میں منہمک تھے آپ کو اطلاع ملی کہ آپ کی اہلیہ محترمہ کو چھ
مہینے کا حمل ہے۔ آپ یہ سنتے ہی اپنی اہلیہ کے پاس تشریف

لائے اور شکم مادر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا "السلام علیکم" اور فوراً شکم مادر سے جواب آیا وعلیکم السلام۔ اس وقت جس نے بھی یہ آواز سنی اس پر لرزہ و کپکپی طاری ہو گئی اور تمام حاضرین نے اقرار کیا کہ یہ حضرت محبوب ربانی رضی اللہ عنہ کے پوتے کی آواز ہے۔ اور حضرت شاہ عظمت اللہ قادری کو سرور کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی کہ تم نے اپنے فرزندوں کے ناموں میں ایک کا نام اللہ تعالیٰ کے ناموں پر رکھا ہے۔ اور دوسرے کا نام اپنے جد اعلیٰ حضرت غوث اعظم کے نام پر رکھا ہے۔ اب جو بچہ پیدا ہوگا اس کا نام میرے نام پر رکھنا۔ چنانچہ اسی بشارت کے مطابق ۴ محرم الحرام ۱۲۷۶ھ کو جمعہ کے دن دوپہر کے وقت آپ کے گھر میں ایک بچے کی ولادت ہوئی۔ آپ نے بشارت رسالت مآب کے حکم کے مطابق سید محمد امین نام رکھا۔ آپ کی ولادت کے پانچویں روز آپ کی والدہ انتقال فرمائیں۔ اور یہ انتقال کا واقعہ ۸ محرم الحرام منگل کا ہے۔ انتقال کے وقت حضرت عظمت اللہ قادری وہاں موجود نہیں تھے۔ خبر ملتے ہی تشریف لائے۔ دیکھا کہ اہلیہ

فرما انتقال فرمائی ہیں۔ اہلیہ کے سر کو اپنے زانو پر رکھ کر فرمانے لگے کہ
بیدار ہو جاؤ۔ سنتے ہی آپ زندہ ہو گئیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے
فرزند ابھی چھوٹے ہیں ان کی پرورش کس طرح ہوگی۔ بہتر یہ ہے کہ
تمہارے عوض میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں اور تم زندہ رہو
اور بچوں کی پرورش کرتے رہو۔ اہلیہ محترمہ نے جواب دیا کہ مجھ سے
کیا ہو سکتا ہے۔ خدا کی بارگاہ سے تو پروانۂ اجل مجھے پہنچا ہے۔
میں کیسے انکار کر سکتی ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر اس میں تمہاری
رضا و خوشی ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ حاضرین نے اس واقعہ
کو دیکھا بہت تعجب کرنے لگے۔ اور خدا کے اس راز سے حیرت میں پڑ گئے
آپ نے اہلیہ محترمہ کو کلمۂ طیبہ پڑھایا اور اپنے زانو سے سر
نیچے رکھا۔ چنانچہ آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور حاضرین نے کہا
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ
تدفین کے لئے آپ نے ڈیڑھ سو ہون میں ایک مکان خریدا
اور اسی مقام پر تجہیز و تکفین فرمایا۔ دوسرے صاحبزادے کو گود
میں لئے ہوئے اور بڑے صاحبزادے کا ہاتھ پکڑ کر آپ روانہ

ہوئے اور خود آپ نے لاش مبارک کو قبر میں اتارا، اور لوگوں سے کہا کہ صبر کیجئے کہ میرا ایک اور وارث پہنچ رہا ہے۔ چنانچہ آپ کے گریباں سے حضرت سید محمد امین کا چہرہ مبارک ظاہر ہوا۔ جو آپ کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ جن کی عمر پانچ روزہ تھی حضرت سید محمد امین نے اپنا چہرۂ مبارک والد بزرگوار کے گریبان سے والدہ محترمہ کو دکھایا۔ اس کے بعد قبر مبارک کو بند کیا گیا اور سب اپنے گھر تشریف لائے اور آپ اپنے انگشت شہادت کو تیسرے صاحبزادے جو نومولود تھے کے منہ میں رکھ دیتے۔ اس انگشت شہادت سے دودھ برآمد ہوتا۔ یہ سلسلہ تین مہینے تک چلتا رہا۔

جب حضرت سید محمد امین کی عمر چار سال کی ہوئی تو آپ کے ساتھ والد بزرگوار میدان کربلا پہنچے، اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی مجلس مبارک میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ اور اس کے بعد اپنے وطن کو واپس ہوئے۔ اس کے بعد بعض خاص مریدین و لواحقین نے آپ کو کہا کہ "غزنویہ" چل کر تشریف

لائیں۔ مریدین کی گذارش پر آپ بیجاپور تشریف لے گئے اور دو سال تک وہاں قیام فرمایا۔

پانچویں کرامت

سالارِ وقت قطبِ زماں حضرت سید شاہ عظمت اللہ قادری قدس سرہ کے ایک مرید خاص نے ایک دن آپ سے درخواست کی کہ حضور براہِ کرم ہمارے ساتھ شکار کے لئے تشریف لے چلئے۔ مرید کے حسبِ خواہش آپ شکار کے لئے جنگل کو تشریف لے گئے اور شکار کی تلاش شروع ہوئی۔ صبح سے دوپہر تک کا وقت گذر گیا مگر کوئی شکار میسر نہ آسکا۔ اسی دوران حضرت نے مریدین سے فرمایا کہ اب زوال کا وقت ہے مجھے رخصت ہونے کی اجازت دو اور تم لوگ شکار کے بعد واپس ہونا۔ حضرت کے مریدین میں سے ایک نے عرض کیا کہ حضور کھانا کے لئے کچھ چیزیں حاضر ہیں تناول فرما کر تشریف لے جائیے۔ چنانچہ جو حاضر تھا آپ نے تناول فرما لیا۔ اس کے بعد وہاں سے روانہ ہو گئے۔ اور اپنے گھر پہنچے جس وقت آپ گھر

تشریف لائے مریدین جنگل میں دوبارہ شکار کی کوشش کی اور
فوراً ہی ایک بڑا شکار ان کے ہاتھ آیا۔ مریدین بہت خوش ہوئے
اور مغرب کی نماز کے وقت وہاں سے واپس ہوئے اور حضرت کی
خدمت میں حاضر ہو کر حالات کو پیش کیا۔ ایک مرید نے کہا کہ حضور
ہمیں اس بات سے سخت تعجب ہوا کہ آپ جب تک جنگل میں موجود تھے
ہمیں کوئی شکار نہ مل سکا۔ آپ کی موجودگی میں شکار کا نام و نشان
نہیں تھا۔ مگر آپ کے تشریف لے جاتے ہی ہمیں قابل اطمینان شکار
حاصل ہوا۔ حضرت نے مسکرا کر فرمایا کہ مجھے حضرت دستگیر کی اولاد
ہونے کا شرف حاصل ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میری موجودگی میں
کسی جانور کو تکلیف پہنچے۔ اور تمہیں شکار ملے۔ اگر میرے موجود
رہتے ہوئے تمہیں کوئی شکار میسر آتا تو ہمارے دستگیری کا جانور
کو فائدہ کیسے ملتا۔

چھٹی کرامت

ایک روز حضرت سید شاہ عظمت اللہ قادری قدس سرہٗ
کے مریدین میں سے ایک معتقد خاص آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے

جس کا نام گنج شاہ تھا۔ اور عرض کیا کہ حضور والا اس سے پہلے
مجھے وزیر سعدی مسعود خاں کی طرف سے بہت رعایت حاصل تھی۔
جس کے باعث میرے پاس دولت اور برکت موجود تھی مگر اب
چند حاسدوں کی چغلخوری کے باعث سعدی مسعود خاں اور میرے
درمیان اختلاف پیدا ہوا، اور اس حالت میں پہنچا ہوں کہ مجھے اپنی
بے لبسی کی وجہ سے پریشانی لاحق ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہر روز
اس وظیفہ کو ایکہزار بار پڑھو۔ حسب ارشاد اُس مرید نے اس وظیفہ
کو پڑھنا شروع کیا، چھ مہینے بعد خود وزیر سعدی مسعود خاں
اُس مرید کے پاس آیا اور حسب سابق اُسے دولت اور نعمت سے
مالامال کر دیا وہ وظیفہ یہ ہے۔

یَا ذِی الْاَحْوَالِ وَ الْعَظْمَتِ اَلْمَدَدْ ہ۔

سَاتویں کرامت

ایک روز حضرت شاہ نعمت اللہ قادری کے مریدین میں
سے ایک خاص مرید ناصر شاہ اپنے پریشان کن حالات سے تنگ

آ کر جنگل کا رُخ کیا۔ اثناء راہ میں ایک ایسے مقام کو پہنچا
جہاں بالکل گھنا جنگل تھا۔ اچانک رہزنوں نے راستہ روک لیا
اور ناصر شاہ کو دیکھ کر مائل ہوگئے اور یہاں تک کہ ناصر شاہ
کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ راہزنوں میں سے ایک کے ہاتھ میں برہنہ
شمشیر تھی، ایسا دشوار وقت ناصر شاہ کے لئے بہت خطرناک تھا
ایسی حالت میں اس نے اپنے پیر کو یاد کیا اور دل و جان سے
یا عظمت اللہ کے نعرے لگایا۔ اچانک اُسے ایسا معلوم ہوا کہ
حضرت شاہ عظمت اللہ قادری اُس کے دائیں جانب کھڑے ہیں۔
اور کیا دیکھتا ہے کہ تمام ڈاکو بے ہوش زمین پہ گر پڑے ہیں۔ ناصر
شاہ اپنے پیر کی اس طرح مدد پہ شکر ادا کیا اور تھوڑی ہی دیر بعد
تمام ڈاکو ہوش میں آ گئے۔ اور پھر ناصر شاہ پہ حملہ آور ہوئے۔ پھر
حضرت شاہ عظمت اللہ کا وجود سامنے آیا۔ اور تمام ڈاکو وہیں
کھڑے پتھر بن گئے۔ اور ناصر شاہ محفوظ اور مامون اپنی منزل
روانہ ہوا۔ اس واقعہ کی اطلاع ادونی کے وزیر سدی مسعود خاں
کو ملی تو اس نے ناصر شاہ کو جن کی عمر پندرہ یا سولہ سال تھی بلوایا

اور حضرت شاہ عظمت اللہ قادری کی خدمت میں سلام کہلا بھیجا
اور نامر شاہ کو انعام واکرام سے نواز کر رخصت کیا۔

آٹھویں کرامت

بیجاپور میں ایک شخص تھا جس کا نام شیخ مرتضیٰ تھا۔ اکثر
یہ کہتا تھا کہ اُس درویش کا مرید ہوں گا۔ جو مجھے خدائے تعالیٰ کی
بارگاہ تک پہنچا دے۔ اُس شخص کی عادت تھی کہ اولیائے کرام کی
بارگاہ میں سوائے حقارت و طنز کے کوئی بات اُس کے زبان پر نہیں
تھی۔ ایک دن حضرت کے ایک خاص مرید سے اُس کی ملاقات ہوئی
اور اُس مرید نے شیخ مرتضیٰ سے کہا کہ اولیائے کرام کی شان میں اس
قسم کے الفاظ استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ اُس مرید نے حضرت شاہ
عظمت اللہ قادری کا یہ شعر شیخ مرتضیٰ کو سنایا۔

خدائیکہ ہر بالا و پست آفرید
زبردست ہر زبردست آفرید

شیخ مرتضیٰ نے جواب دیا کہ میں نے اس عرصہ میں کسی درویش

کو نہیں دیکھا ہے۔ اس کے بعد حضرت شاہ عظمت اللہ قادری نے
اس کو اپنے پاس بلایا شیخ مرتضیٰ گھوڑے پر سوار ہو کر آپ کی بارگاہ
میں اس نیت سے حاضر ہو رہا تھا کہ آپ کو بھی اس طرح طنز سے
جواب دے۔ یہ خیال اس کے دل سے گزرا ہی تھا کہ اسی کا گھوڑا
اچانک زمین پر گرا اور دم توڑ دیا۔ پریشان ہو کر حضرت کی خدمت
میں حاضر ہوا۔ اس کے سامنے آتے ہی آپ نے اس کے سینے پر اپنا
ہاتھ رکھا، اور شیخ مرتضیٰ کا دِل منور ہو گیا، مریدین میں شامل
ہوا اور زندگی بھر آپ کے قدموں میں رہنے کو اپنے لئے سعادت
سمجھتا رہا۔

نویں کرامت

حضرت محبوب ربانی معشوق یزدانی پیران پیر حضرت
غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک بزرگ بغداد سے
دکن کی طرف سفر کیا۔ اور اس وقت کے ہر شائخ سے ملاقات
فرمائی۔ آپ یہ کہتے تھے کہ اگر کوئی میرے جد کی اولاد سے ہے
خدا نے اُسے ولایت کی دولت سے مالا مال کیا ہے۔ میں ایسے

بزرگ کو فوراً پہچان لیتا ہوں، چنانچہ اُس زمانے میں کئی ولایت
کے دعویداروں سے آپ نے ملاقات نہیں کی اور یہاں تک کہ
آپ حضرت شاہ عظمت اللہ قادری سے ملاقات کا ارادہ کیا
اور دوسرے دن آپ کے پاس جانے کا پروگرام طے پایا۔ اُسی وقت
حضرت شاہ عظمت اللہ نے حاضرین سے فرمایا کہ کل میں اپنے ایک
بھائی جو خدا کے ولی ہیں سے ملاقات کرنے والا ہوں۔ دوسرے دن
علی الصباح بغداد سے تشریف لائے ہوئے وہ بزرگ حضرت شاہ
عظمت اللہ کی مکان تشریف لائے۔ آپ نے آگے بڑھ کر استقبال
کیا۔ حاضرین کا بیان ہے کہ جس وقت دونوں بزرگوں نے معانقہ
کیا تو ایسا معلوم ہوا کہ دو جسم نہیں ایک ہی جسم ہے۔ کئی گھنٹوں
تک آپسمیں اسرار و رموز کی باتیں ہوئیں اور رخصت ہوتے وقت
اُس بزرگ نے حاضرین سے کہا کہ حضرت شاہ عظمت اللہ یقیناً حق
تعالیٰ کے محبوب بندے ہیں۔ اور میرے جد کی اولاد سے ہیں۔ خدا
نے انھیں نعمت لازوال سے مالا مال کیا ہے۔

——o——

دسویں کرامت

یہ اُس وقت کا واقعہ ہے جب آپ بیجاپور میں تھے
وہاں حضرت کے ایک خاص معتقد اور مرید مرزا علی قلی بیگ نے
حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہٗ کے عرس مبارک کے موقع
پر اپنے گھر میں حضرت خواجہ کی فاتحہ خوانی کا اہتمام کیا، اور اس
تقریب فاتحہ میں اپنے مرشد حضرت سید شاہ عظمت اللہ قادری کو
بھی مدعو کیا۔ فاتحہ خوانی کے بعد محفل نعت و منقبت منعقد ہوئی۔
محفل کے اختتام پر حضرت کے اس مرید نے بار بار اس تمنائے شوق
کا اظہار کیا کہ حضور! گلبرگہ میں حضرت خواجہ کے عرس شریف کی
تقریبات منائی جارہی ہیں۔ اور ہم اس وقت بیجاپور میں ہیں۔
کاش ہم بھی گلبرگہ شریف میں ہوتے اور مزار خواجہ پر حاضری دیتے
حضرت سید شاہ عظمت اللہ قادری نے اپنے اس مرید سے کہا کہ
اپنی آنکھوں پر کپڑا باندھ لیں۔ اُس مرید نے حسب ارشاد آنکھ
پر کپڑا باندھ لیا۔ اور آپ اُس مرید کے ہاتھ پکڑ کر تین قدم آگے

پڑھے اور مرید سے فرمایا کہ آنکھ کھولو۔ مرید کے آنکھ کھلتے ہیں۔
کیا دیکھتے ہیں کہ دونوں (مرشد اور مرید) گلبرگہ شریف میں بارگاہ
خواجہ میں حاضر ہیں۔ دونوں نے مزار انور کا طواف کیا اور فاتحہ
پڑھی اور تبرک بھی نوش فرمایا۔ پھر مرید کو حکم دیا کہ آنکھ پر پٹی
باندھ لے۔ اور تین قدم مرید کے ہاتھ پکڑ کر پیچھے کی طرف چلے
اب مرید نے آنکھیں کھولیں تو وہ بیجاپور میں اپنے گھر میں موجود
ہیں۔ اور وہاں جو تبرک لیا تھا یہاں حاضرین میں تقسیم بھی فرمایا
اس تبرک کو لے کر بعض نے انکار کیا اور کہا کہ آپ گلبرگہ کیسے جا سکتے
ہیں۔ اور ایک شخص نے تحقیقات کے لئے آدمی کو گلبرگہ بھیجا وہ
آدمی گلبرگہ پہنچا۔ اور تحقیق کرنے پر بارگاہ خواجہ میں حاضر دیگر
اولیائے کرام نے فرمایا کہ حضرت شاہ عظمت اللہ طواف کیلئے
یہاں تشریف لائے تھے ان کے ساتھ ان کے ایک مرید بھی تھے۔
اس آدمی نے آکر تحقیقات کی جب یہ اطلاع دی تو انکار کرنے
والے نادم ہوئے اور حلقہ مریدین میں شامل ہو گئے۔

گیارھویں کرامت

انہی دنوں کا واقعہ ہے کہ ایک آدمی کسی بابت پر جھگڑا
کرکے ایک شخص کو کوڑے سے مار رہا تھا۔ اور وہ مار کھانے
والا شخص آپ کے مریدین میں سے تھا۔ وہ شخص ایک ایک کوڑے
کی ضرب پر یا عظمت یا عظمت کا نعرہ لگاتا تھا۔ بہت دیر بعد جب
مارنے والا وہاں سے رخصت ہوا تو راستے میں حضرت شاہ عظمت
اللہ قادری سے ملاقات ہوئی تو حضرت نے اپنا فرقہ مبارک
نکال کر اپنی پشت مبارک اس مارنے والے آدمی کو دکھائی۔ وہ
آدمی کیا دیکھتا ہے کہ آپ کی پشت مبارک کوڑوں کی ضرب سے بجنت
متاثر ہے۔ اس نے کہا حضور یہ کیا ماجرا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ ابھی
تو میرے ایک مرید کو کوڑے سے ضرب لگا رہا تھا۔ اور وہ ایک ایک
ضرب پر مجھے یاد کر رہا تھا تو تیرے اس کوڑے کی ضرب میرے اس
مرید کو نہیں مجھے لگ رہی تھی۔ اس آدمی نے قدموں پر سر رکھ کر
ندامت کے ساتھ کہا کہ حضور آپ نے ایسا کیوں کیا۔ آپ نے فرمایا

کہ میں پیر دستگیر کی اولاد سے ہوں مجھے پکارنے والے ایک مرید کو میں اگر کوڑوں کی ضرب سے نہ بچاؤں تو میں دستگیر کہاں ہو سکتا ہوں۔ یہ سنتے ہی وہ آدمی آپ کے مریدین میں شامل ہو گیا۔

بارھویں کرامت

ایک روز آپ کے مریدین میں سے حاجی یوسف خاں کے بھائی شیخ مخدوم کو ایسا مرض لاحق ہوا کہ وہ جانبر نہ ہو سکے اور اُن کا انتقال ہو گیا۔ چنانچہ وارثین نے ماتم و نوحہ کے درمیان تجہیز و تکفین کا انتظام کیا اور قبر بھی تیار کی گئی۔ جب آپ کو اس انتقال کی خبر ملی تو وہاں تشریف لائے اور اُس میت کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑے رہے، اور کچھ دیر بعد میت کے لواحقین سے فرمایا کہ میرا یہ مرید زندہ ہے اور آئندہ سال تک زندہ رہے گا۔ وہ فوت شدہ آدمی فوراً زندہ ہو گیا۔ اور لوگ اس بات کے گواہ ہیں کہ وہ زندہ ہونے کے بعد سات سال تک دنیا میں رہا، پھر اُس کا انتقال ہوا۔

تیرھویں کرامت

حضرت سیّد شاہ عظمت اللہ قادری قدس سرہٗ اپنے بڑے صاحبزادے کی تقریب ختنہ انجام دینے کیلئے بیجاپور سے قصبہ بہنور تشریف لائے۔ مریدین و معتقدین بھی وہاں پہنچے۔ مریدین کا یہ قافلہ ابھی اپنی منزل کو نہیں پہنچا تھا کہ چند راہزنوں نے راستہ روک لیا۔ چنانچہ راہزنوں کا یہ غول مریدین کا پیچھا کرتے ہوئے قصبہ بہنور پہنچا اور تمام افراد خانقاہ میں پناہ اختیار کی۔ اور ڈاکوؤں نے اُس خانقاہ کا محاصرہ کرلیا۔ شور و آواز سن کر حضرت نے پوچھا کہ یہ آواز کیسی ہے۔ مریدین نے عرض کیا کہ حضور ڈاکوؤں نے خانقاہ کا محاصرہ کر لیا ہے۔ حضرت باہر تشریف لائے۔ اور ڈاکوؤں کو ایسا معلوم ہوا کہ ہر طرف سے اُن کے سروں پر تلوار منڈلا رہے ہیں حیران و ششدر ہوگئے۔ اور ڈاکوؤں کا سردار دولت ایمان سے مالا مال ہوگیا۔ اور تقریب ختنہ حسن و خوبی انجام پائی اُس کے بعد آپ اللہ شریف تشریف لائے۔

چودھویں کرامت

ایک دن کا واقعہ ہے کہ ایک معتقد حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے جو ہمیشہ حضرت کی مجلس میں حاضری دیتے تھے۔ عرض کرنے لگے کہ حضور میں اپنی تنگدستی اور معاشی پریشانی کا شکار ہو گیا ہوں۔ ایسی حالت میں آپ کے خاص فضل و کرم کا اُمیدوار ہوں۔ میرے شکستہ حالات پر نظر توجہ فرما کر مجھے پریشانیوں سے محفوظ و مامون فرما دیجیے۔ حضرت نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ آج تیرے حالات کو میں کشف کے ذریعہ سے معلوم کروں گا۔ کل میرے پاس حاضر ہونا۔ اور رخصت کرتے وقت اُسے بتایا کہ یہ وظیفہ عشاء اور فجر میں ایک ہزار بار پڑھنا۔ یا ذی الاحوال واعظمت المدد،
وہ معتقد دوسرے دن حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اور حضرت نے اس پر کچھ پڑھ کر دم کیا۔ اور وہاں سے رخصت کر دیا۔ اس معتقد کے دل میں یہ خیال گذر رہا تھا کہ میں مال و دولت حاصل کرنے کے لئے وہاں پہنچا تھا۔ آپ نے تو صرف دم کر کے مجھے رخصت کیا ہے۔ وہ گھر پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کے گھر میں ایک دیگ

رکھی ہوئی ہے۔ اور اس میں سونا اور چاندی بھرے ہوئے ہیں
وہ معتقد زندگی بھر خوشحال اور مطمئن زندگی بسر کرتا رہا۔

پندرھویں کرامت

حضرت شاہ عظمت اللہ قادری قدس سرہٗ جس وقت
اللہ شریف میں تھے گلبرگہ کے دو آدمی جو آپس میں دونوں بھائی
تھے آپ کی مریدی کے سلسلہ میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتے تھے۔
اور ہمیشہ اللہ شریف میں آپ کی بارگاہ میں حاضر تھے۔ اور انھیں
رات میں وہیں قیام کرنے کا اتفاق ہوا۔ وہ آرام کرتے رہتے۔ اور
حضرت بھی خانقاہ شریف میں وہیں آرام کر رہے تھے۔ اُن دونوں
بھائیوں نے دیکھا کہ حضرت شاہ عظمت اللہ قادری رات میں خانقاہ
شریف میں نہیں ہیں۔ حیران ہوئے۔ دوسرے اور تیسرے دن بھی
ایسا ہی اتفاق ہوا۔ تیسرے دن وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے
اور بصد احترام عرض کیا کہ حضور یہ کیا ماجرا ہے کہ آپ شب میں اپنی
آرام گاہ میں موجود نہیں رہتے اور فجر کے وقت وہاں موجود نظر
آتے ہیں تو حضرت شاہ عظمت اللہ قادری نے جواب دیا کہ تم ظاہر

کو دیکھنے والے ان باطنی معاملات کو کیسے سمجھ سکتے ہو میں تین دن
سے مسلسل بغداد شریف میں حاضر ہو کر نماز تہجد کے لئے حضرت غوث
الثقلین پیران پیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں وضو کا پانی حاضر
کیا ہے اور بہت دنوں بعد مجھے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ
کو وضو کرانے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ یہ سنتے ہی وہ دونوں
قدم بوس ہو گئے اور فوراً ہی عرض کیا کہ حضور ہم دونوں کو شرف
بیعت سے سرفراز فرما دیجئے۔ چنانچہ دونوں مریدین میں شامل
ہو گئے۔

سولھویں کرامت

حضرت شاہ عظمت اللہ قادری قدس سرہٗ کے معتقدین میں
سے ایک آدمی تھے جن کا نام چھبو خاں تھا۔ ہمیشہ آپ کی کرامات
اور خوارق کو سن کر حضرت کی مریدی کے شرف سے نوازے جانے
کی تمنا میں بے چین رہتا تھا۔ ایک روز بے چینی بڑھ گئی۔ خواب
میں آپ کے نورانی چہرہ کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور آپ کی ملاقات
کا شرف حاصل کرنے کے لئے ترک دنیا کا پکا ارادہ کر لیا۔ اور

لباس فقیری زیب تن کرلیا اور چالیس گھوڑے ساتھ لیکر سفر کیلئے روانہ ہوگئے اور خانقاہ شریف میں عرض کرنے لگے کہ حضور میں آپ کے معتقدین میں سے ایک ہوں۔ ایک مدت سے تمنا تھی کہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر اپنے آپ کو آپ کی ملاقات سے مشرف کروں یہ گھوڑے اور دوسرے اموال آپ کے لئے حاضر ہیں یہ سب آپ کی نذر ہیں قبول فرما لیجئے۔ حضرت نے یہ بات سنی تو فرمایا کہ یہ تمام مال خدا کی راہ میں خیرات کردے۔ پھر میری بارگاہ میں حاضر ہو۔ چنانچہ سب مال خدا کی راہ میں دیا گیا۔ اب جو اس معتقد نے حضرت کی بارگاہ میں حاضری دی، دل کی دنیا بدل گئی۔ حضرت شاہ عظمت اللہ قادری نے مریدی کے شرف سے مشرف فرمایا، اور اس مرید کے مرتبہ کو کمال تک پہنچایا۔ یہاں تک کہ تین سال کا عرصہ گذرنے کے بعد خدا نے اس مرید کو ولایت کے مرتبہ پہ پہنچا دیا۔

ستر ھویں کرامت

حضور کے مریدین میں سے ایک شخص جو فوج میں سپاہی کے

عہدہ پر فائز تھا ایک روز کسی جنگ میں سخت زخمی ہو گیا، اور
زخموں کی تاب نہ لا کر داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ متعلقین نے اُس
کی لاش حضرت کی بارگاہ میں لائی اور حضرت نے ایک نظر لاش
کی طرف دیکھا۔ اور عبادت میں لگ گئے۔ تھوڑی دیر بعد[۴] ایسا
معلوم ہوا کہ تمام زخم بھر گئے ہیں۔ اور وہ آدمی اچانک زندہ ہوا
اور حضرت کے قدموں پر گر گیا۔ لواحقین نے حضرت کا شکریہ ادا
کیا۔ اور خوش و خرم اُس آدمی کے ساتھ اپنے گھر روانہ ہوئے۔

اٹھارویں کرامت

حضور کے مریدین میں ایک مرید کا بیٹا ایک روز غسل کیلئے
دریا کو گیا ہوا تھا۔ اور وہاں سے غائب ہو گیا۔ اُس کے گم ہو جانے
کی اطلاع باپ کو ملی تو پریشان ہوا۔ اور بہت تلاش کرنے کے بعد
پریشان حالت میں حضرت شاہ عظمت اللہ قادری کی بارگاہ میں
حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ حضور میرا ایک بیٹا دریا سے گم ہو گیا ہے
بہت تلاش اور جستجو کے بعد کہیں پتہ نہیں چل رہا ہے آپ نے فرمایا

۴ انگلی شہادت سے اس کے زخموں پر اپنا لعاب دہن لگا دیا۔ اور تھوڑی ہی دیر بعد

کہ آج سے تین دن تک رات میں سونے وقت ایک ہزار مرتبہ یہ وظیفہ پڑھتے رہ۔ انشاء اللہ تیری پریشانی دور ہو جائے گی۔ وہ وظیفہ یہ ہے۔ یَا ذِی الاحوال والعظمۃ المَدَدْ

حسب عادت اس مرید نے مسلسل تین دن بصدق دل یہ وظیفہ پڑھا تیسرے دن گھر والوں نے دیکھا کہ اچانک اُن کا گمشدہ بچہ گھر میں حاضر ہے۔ تمام افراد خانہ حیران ہوئے۔ اور اُس سے گم ہونے کا واقعہ دریافت کیا۔ اس بچے نے جواب دیا کہ میں نہانے کیلئے دریا گیا ہوا تھا۔ چند پریوں نے مجھے پکڑ لیا۔ اور مجھے اپنی قید میں رکھ لیا۔ چھوڑنے کیلئے تیار نہیں تھے۔ ایسی حالت میں حضرت شاہ عظمت اللہ قادری وہاں پہنچے اور مجھے اُن کی قید سے چھٹکارا دلاکر ابھی مجھے میرے گھر کو پہنچایا ہے۔

انیسویں کرامت

یہ اُس وقت کا واقعہ ہے کہ جب خلافت چشتیہ حاصل کرنے کیلئے آپ ڈنڈوتی میں حضرت شاہ ندیم اللہ حسینی قدس سرہٗ کی بارگاہ میں حاضر تھے۔ حضرت ندیم اللہ حسینی کی خدمت میں ایک

عورت حاضر ہوئی اور فریاد کرنے لگی کہ حضور میں نعمت اولاد سے
محروم ہوں۔ دعا فرمائیے کہ مجھے خدائے تعالیٰ اولاد سے نواز دے
آپ نے دعا فرمائیے۔ اور اس عورت سے کہا کہ میرے مرید و
خلیفہ شاہ عظمت اللہ کی خدمت میں حاضر ہو۔ وہ عورت قصبہ
بہنور میں حضرت شاہ عظمت اللہ قادری کی بارگاہ میں آکر وہی فریاد
دہرائی۔ حضرت عظمت اللہ نے اس عورت سے کہا کہ یاذی الاحوال
والعظمت المدد۔ ایک سو گیارہ بار روز پڑھتی رہ۔ اس عورت
نے حسب ہدایت عمل کیا۔ تھوڑی دنوں بعد اس کی مراد ایک خوبصورت
بچے کی شکل میں پوری ہوئی۔ اور حضرت شاہ عظمت اللہ قادری کا
شکریہ ادا کیا۔

بیسویں کرامت

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت کے مریدین نے آپ کو دیکھا
کہ نماز تہجد کے بعد آپ مضطرب اور پریشان نظر آرہے ہیں۔ مریدین
نے عرض کیا کہ حضور کیا وجہ ہے کہ ہم آپ کو متفکر اور پریشان
محسوس کر رہے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ مقام بیرہانپور میں خدا کے

ایک خاص بندے کے انتقال کی خبر ابھی مجھے ہاتف غیب نے دی ہے۔ اُن کی لاش ایک دریا کے کنارے موجود ہے۔ میں پریشان ہوں کہ وہ اُن کی تدفین کون کرے گا۔ تھوڑی دیر بعد آپ مریدین کی نظروں سے غائب ہو گئے۔ اور وہاں پہنچ کر آپؒ نے تجہیز و تکفین کا انتظام کیا اور واپس تشریف لائے۔ مریدین نے حالت دیکھی تو حیرت و استعجاب میں پڑ گئے۔ اور کہا کہ کیوں نہ ہو کہ آپؒ تو حضرت محبوب ربانی غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔

اکیسویں کرامت

ایک روز مریدین کی موجودگی میں حضرت شاہ عظمت اللہ قادری فرمایا کہ اے مریدین سنو، آج میں خدا کی ایک قدرت کا تمہارے سامنے اظہار کر رہا ہوں۔ اس سے قبل میں نے جس بزرگ کی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا ہے۔ وہ ایسے صاحبدل اور عظیم بزرگ تھے کہ پرندے اور جانور اُن کی خدمت کیا کرتے تھے۔ اسی طرح ایک عرصہ گذر گیا کہ اُن پر ایک شیر حملہ آور ہوا۔ شیر چاہتا تھا کہ

آپ کو ہلاک کردے۔ اُس بزرگ نے سمجھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ موت کا پروانہ میرے نام جاری ہو چکا ہے۔ قضاء الٰہی پر راضی ہوئے۔ اور شیر کے حملے سے اُن کا انتقال ہوا۔ اُسی بزرگ کی میں نے تجہیز و تکفین کی ہے۔ میں جب اُس بزرگ کے پاس پہنچا کیا دیکھتا ہوں کہ اُن کے تمام ہڈیاں جسم سے جدا ہیں۔ اُن ہڈیوں کو میں نے یکجا کیا اور تدفین کردی۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے حضرت شاہ عظمت اللہ سے عرض کیا کہ حضور ہم نے کئی کتابوں میں آپ کے ایسے خوارقات پڑھے ہیں اور کئی کرامتوں کو ہم نے بچشم خود دیکھا ہے اور ہم نے آپ سے مرتبۂ قطبیت کے خوارقات دیکھے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ یہ میرے جد امجد کا فضل و کرم ہے۔

بائیسویں کرامت

ایک روز حضرت شاہ عظمت اللہ قادری قدس سرہٗ نے مریدین و معتقدین کی حاضری میں فرمایا کہ کل رات بیجاپور کے ایک ولی نے اپنی جان خدا کے سپرد کردی ہے۔ لوگوں نے تعجب سے پوچھا کہ اُس ولی کا نام کیا ہے؟ فرمایا اُس ولی کا نام خواجہ امین الدین

اعلی ہے۔ مجھے اُن سے ملاقات کے لئے جانا ضروری ہے۔ اس کے
بعد آپ کچھ لوگوں کے ہمراہ حضرت علاؤالدین انصاری قدس سرہٗ
کی درگاہ شریف پر تشریف لے گئے۔ اور لوگوں کو وہیں عیدگاہ کے
پاس چھوڑ کر ایک پہاڑی کے نیچے سے گذرتے ہوئے غائب ہو گئے۔
فی الفور بیجاپور میں داخل ہوئے۔ اُس وقت خواجہ امین الدین اعلیٰ
بیجاپوری کا جنازہ تیار تھا۔ اور جنازہ کی اطراف لوگوں کی کثیر
تعداد جمع تھی۔ آپ نے چادر کے اندر ہاتھ ڈالکر حضرت خواجہ امین الدین
اعلیٰ کا دستِ مبارک پکڑ کر مصافحہ کیا۔ حضرت امین الدین اعلیٰ اٹھے
اور باہم اسرارِ الٰہی کی باتیں ہوئیں اس کے بعد حضرت امین اعلیٰ بیجاپوری نے
مراجعت فرمائی۔ وہاں لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ الند سے بیجاپور
کے لئے کب نکلے تھے۔ اور کتنے دن میں یہاں پہنچے۔ آپ نے جواب دیا
کہ اپنے جد اعلیٰ کے صدقے میں صرف دو سکنڈ میں یہاں پہنچا ہوں۔
اس کرامت پر کئی لوگ سلسلۂ مریدی سے منسلک ہو گئے۔ جب آپ
بیجاپور سے الند واپس پہنچے تو حاضرین نے استفسار کیا کہ حضور کہاں
تشریف لے گئے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ شاہ امین الدین اعلیٰ کے پاس

کہا تھا۔ آپس میں کچھ امور الہی کی گفتگو ہوئی۔ آپ نے مزید فرمایا کہ آج میں نے تین مسافروں سے ملاقات کی۔ ایک تو خواجہ امین الدین اعلیٰ بیجاپوری ہیں۔ دوسرے بزرگ وہ ہیں جو برہان پور میں ندی میں غرق ہوئے تھے۔ ان کو نکالکر تدفین کی گئی۔ تیسرے ایک درویش ہیں جو قصبہ تندیال میں فوت ہوئے ان کی میں نے تدفین کی۔ اس بات پر سید علی نامی ایک طالب علم نے کہا کہ حضور ان واقعات سے حضرت کی قطبیت معلوم ہوتی ہے فرمایا۔ میں جو بھی کام کرتا ہوں وہ قطب الاقطاب کے حکم سے کرتا ہوں۔

تینتیسویں کرامت

بیجاپور سے بعض مریدین و معتقدین حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ کی محفل میں شریعت و طریقت کے فیض سے مستفید ہو رہے تھے۔ اسی دوران کسی نے عرض کیا کہ حضور علم ہدایت کی دلیل ہے یا نہیں آپ نے فرمایا کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کسی جنگل میں تشریف لے جا رہے تھے کہ انہیں پیاس کی شدت محسوس ہوئی۔ اچانک آپ پر ایک بادل چھا گیا۔ اور ایسا معلوم ہوا کہ بادل سے

نور چھن رہا ہے اور اس بادل سے آواز آرہی تھی کہ اے حضرت
عبدالقادر جیلانی تم ولایت کے ایسے مرتبہ پہ پہنچ گئے ہو کہ تمہارے
لئے ہر حرام چیز حلال ہو گئی ہے۔ یہ سنتے ہی آپ نے لاحول پڑھا
اور فرمایا اے بادل تو مجھے ابلیس معلوم ہوتا ہے۔ لاحول پڑھنا
ہی تھا کہ تمام بادل چھٹ گیا اور شیطان نے سامنے آکر کہا کہ
حضور آپ کے علم نے آپ کو بچا لیا ہے۔ ورنہ میں اسی طرح حرام
کا ارتکاب کرکے ستر اولیا کی ولایت چھنوا چکا ہوں۔ اس پر
حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے شیطان پھر مجھے
گمراہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ علم ہدایت کی دلیل نہیں ہے
بلکہ خدا کی مدد اور توفیق ہدایت کی دلیل ہے۔ اگر علم ہی ہدایت
کی دلیل ہوتی تو تیرا علم بھی تجھے ہر ضلالت و گمراہی سے بچا لیتا۔

چھبیسویں کرامت

ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت لاڈلے مشائخ قدس سرہ
کے عرس شریف میں حاضری کی نیت سے ایک بیوہ عورت بیجاپور
سے الند آرہی تھی۔ چند راہزنوں نے اس بیوہ عورت کا تعاقب

کیا۔ اور تھیرانڈی کے قریب اس بیوہ عورت پر حملہ آور ہوئے، اس بیوہ عورت نے آن کے اس حملے سے بچنے کی خاطر خودکشی کا ارادہ کیا۔ اور دریا میں کود پڑی۔ مگر پانی میں گرتے ہی اس بیوہ عورت کو ایسا معلوم ہوا کہ پانی میں کسی کی آستین نظر آ رہی ہے۔ اس نے وہ آستین تھام لی، اور خیریت کے ساتھ دریا کے اس کنارے پہنچی بعد میں دیکھا کہ وہ آستین میں جو ہاتھ ہے وہ حضرت عظمت اللہ قادری قدس سرہٗ کا دست مبارک ہے۔ اور سامنے حضرت شاہ عظمت اللہ کھڑے ہیں۔ اس بیوہ نے حضرت کا شکر ادا کیا اور قدمبوسی حاصل کی اور اللہ کو عرس شریف میں شرکت کے لئے روانہ ہوئی۔

پچیسویں کرامت

آپ کے زمانے میں ایک سپاہی آدمی اپنی بے روزگاری سے بہت پریشان تھا۔ اور روزگار کی تلاش میں اِدھر اُدھر سرگرداں تھا۔ اس سپاہی کے پاس ایک قیمتی تلوار تھی۔ اس کی اطلاع پاکر چند ڈاکوؤں نے اس کا راستہ روکا، اور اس سپاہی کو ہلاک کر دیا

اور وہ قیمتی تلوار اور دیگر ساز و سامان لے کر اپنا راستہ اختیار
کر لئے۔ اس انتقال کردہ سپاہی کی بیوی کو اطلاع ملی تو وہ نوحہ
کرتے ہوئے وہاں پہنچی۔ اور ماتم کرتے ہوئے حضرت شاہ عظمت اللہ
قادری کو یاد کر رہی تھی۔ یہاں تک کہ شام ہو گئی۔ آپ اپنے چہرہ
مبارک پر پردہ ڈالکر وہاں پہنچے اور آپ کے ساتھ چند اور افراد
بھی تھے۔ لاش کو اپنے کاندھوں پر اٹھا کر اس مقتول کی بیوہ سے
فرمایا کہ یہاں قریب کی مسجد میں دفن کر دے۔ اور اپنے ساتھ آئے
ہوئے افراد سے فرمایا کہ تجہیز و تکفین میں ہاتھ بٹائیں۔ یہ بات اس
بیوہ نے سنی تو عرض کی کہ حضرت آپ کون ہیں اور آپ کا نام کیا ہے
آپ نے چہرہ سے پردہ اٹھایا تو کیا دیکھتی ہے کہ حضرت شاہ عظمت
اللہ قادری شیخ نقش الہی ہیں۔ اس کے بعد اس سپاہی کی تدفین عمل میں
آئی اور تھوڑی ہی مدت میں اس بیوہ کا بھی انتقال ہوا۔ وہ بھی
وہاں مدفون ہوئی۔

چھبیسویں کرامت

ایک روز بادشاہ حیدرآباد ابوالحسن ثانی (تاناشاہ)

جو حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحہ کے فرزند شاہ عالم کے دبدبہ سے
خوف زدہ تھا۔ اس زمانے کے اولیائے کرام سے سعادت لینا چاہا
چنانچہ اپنے ایک آدمی کو حضرت شاہ عظمت اللہ قادری کے پاس بھیجا
اور کہلوایا کہ حضور میرے حق میں دعا فرمایئے کہ میری حکومت محفوظ رہے
اس ایلچی سے آپ نے بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ فوراً (اپنے رافضی عقائد
سے توبہ کر کے) اہلسنت و جماعت کا مسلک اختیار کر لو تاکہ تمہیں
حضرت غوث صمدانی رضی اللہ عنہ کی توجہ ہو اور آپ کی مدد پہنچے،
ورنہ تیری حکومت دو سال بھی باقی نہ رہے گی۔ ایلچی بالکل اسی طرح
جیساکہ آپ نے فرمایا تھا تمام باتیں بادشاہ کے سامنے رکھدیں۔
بادشاہ سنتے ہی اس کا انکار کر دیا اور فخر سے کہا کہ درویش اسی
طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ اور اپنے ایلچی کو حکم دیا کہ ان کی تصویر کھینچ
کر میرے پاس حاضر کرو۔ چنانچہ ایلچی تصویر لینے کے لئے پہنچا تو اس کے
پہنچنے سے پہلے ہی آپ نے فرمایا کہ حضرت محبوب سبحانی کے فرزند کی تصویر کون کھینچ
سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے تصویر کی ہزار کوشش کی مگر اپنے مقصد میں
کامیاب نہ ہو سکا۔ اور حضرت کے حسب ارشاد دو سال بھی نہیں

گذرے تھے کہ مغل فوج نے ابوالحسن کی حکومت کا ہمیشہ کیلئے
خاتمہ کردیا۔

ستائیسویں کرامت

آپ کے زمانے میں محمد خاں نامی ایک شخص جو حیدرآباد
کا متوطن تھا علم تعویذات اور علم طلسمات میں اپنا ثانی نہیں رکھتا
تھا۔ اس علم میں وہ ضرب المثل بن گیا تھا۔ ایک دن وہ حضرت شاہ
عظمت اللہ قادری کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ حضور
میں تعویذات اور طلسمات کے فن میں اپنا ثانی نہیں رکھتا اور آپ
کے سامنے کچھ اپنے علم کا مظاہرہ کیا۔ حضرت نے مسکرایا۔ اور فرمایا
کہ یہ کیا علم ہے۔ اس علم کی کوشش کرو۔ جو تمہیں ایمان کی دولت سے
مالامال کردے۔ اور اس کے سینے پر ہاتھ پھیرا اس کے دل کی دنیا
بدل گئی۔ اور مریدین میں شامل ہوگیا۔ اور رخصت کرتے ہوئے حضرت
شاہ عظمت اللہ قادری نے فرمایا کہ تمہارا طلسمات کا ایک طلسم یہ وظیفہ
یاد رکھو۔ اس سے ہر معاملہ آسان ہوجائے گا۔

(یاذی الاحوال والعظمۃ المدد)

اٹھائیسویں کرامت

ایک معتقد بہلیم خاں جس کے چار لڑکیاں تھیں۔ مگر اُسے کوئی لڑکا نہیں تھا۔ رات دن اسی فکر میں رہتا تھا اور ہر بار خدا کی بارگاہ میں مناجات کرتا تھا کہ الٰہی مجھے ایک لڑکا نصیب فرما دے۔ چند روز اس طرح گذرے۔ ایک دن وہ حضرت شاہ عظمت اللہ قادری کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور والا مجھے چاروں لڑکیاں ہیں ایک لڑکے کی تمنا ہے۔ خدا سے مجھے ایک بیٹا دلوا دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر مشیت خداوندی میں تیرے لئے لڑکا ہونا ہے تو ضرور ہوگا۔ اس کے چند روز بعد ایک دن جب حضرت عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے کہ بہلیم خاں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنی حالت پر توجہ کرنے کے لئے عرض کیا، حضرت نے اُس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ چند ہی دنوں بعد اُس کے گھر میں ایک لڑکا تولد ہوا۔ گھر میں خوشیاں منائی گئیں۔ لڑکا تولد ہونے کے بعد خانِ مذکور کو حضرت کا خیال نہ رہا۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ایک دن جب لڑکے کی عمر چودہ سال ہوئی تو وہ آپ کے پاس آیا۔

اُس وقت حضرت شاہ عظمت اللہ قادری کے ساتھ حضرت شاہ محمد رضی الدین بھی موجود تھے۔ اُس آدمی کے آتے ہی شاہ محمد رضی الدین نے فرمایا کہ اس لڑکے کی عمر چودہ سال سے زیادہ نہ ہوگی۔ حضرت شاہ عظمت اللہ قادری نے فرمایا کہ تیر کمان میں واپس ہو سکتا ہے۔ بزرگوں کا قول غلط نہ ہو سکے گا چنانچہ اُس لڑکے کی عمر چودہ سال کی ہوتے ہی اُس کا انتقال ہو گیا۔

انتیسویں کرامت

ایک روز سیف خاں نامی سوداگر نے اپنے وطن میں حضرت شاہ عظمت اللہ قادری کی شبیہ مبارک کو خواب میں دیکھا کہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے بے چین ہو گیا۔ مگر وہ حضرت کی خانقاہ کا پتہ معلوم نہیں تھا۔ اپنے اہل وعیال سے مفارقت کی بے چینی میں دیدار کا شرف حاصل کرنے کے لئے آپ کی تلاش شروع کر دیا۔ ادھر اُدھر گھومتے پھرتے تھکا ماندہ حیدرآباد پہنچا۔ حیدرآباد کے ایک بازار میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک درویش وہاں سے گذرے۔ اور وہیں قریب ہی بیٹھ گئے۔ اور بیٹھتے بیٹھتے انھوں نے حضرت شاہ عظمت اللہ قادری

کا نام لیا۔ آپ کا نام سنتے ہی سیف خاں چونک گیا۔ اور اس
درویش سے پوچھا کہ آپ کے پیر و مرشد کون ہیں۔ اس درویش
نے کہا کہ میں حضرت سید شاہ عظمت اللہ قادری کا مرید ہوں
نام سنتے ہی سیف خاں نے کہا کہ میں آپ کی بارگاہ میں پہونچنے
کے لئے کئی دن سے سرگرداں ہوں مہربانی کرکے مجھے حضرت شاہ
عظمت اللہ کی بارگاہ میں اپنے ساتھ لے چلیئے۔ اس درویش نے
اس خواہش کو قبول فرمالی، ادھر اللہ میں اسی دن اسی وقت حضرت
شاہ عظمت اللہ قادری نے حاضرین سے کہا کہ ایک سوداگر سیف خاں
نامی مجھے خواب میں دیکھ کر میری ملاقات کے لئے یہاں پہنچ رہا ہے
چنانچہ سیف خاں سوداگر اپنے ساتھ ایک درویش کو لیکر حضرت کی
خدمت میں پہنچے۔ سیف خاں پہنچتے ہی حضرت شاہ عظمت اللہ نے
فرمایا کہ تم میری ملاقات کے لئے جو بیچین تھے، اور میری تلاش
میں تم نے کہاں کہاں گھوما پھرا اور یہاں کیسے پہنچے، اس کا قصہ
میں بتاؤں یا تم ہی بتاؤ گے۔ یہ سنتے ہی وہ آپ کے قدموں پر گر گیا
اور مریدی میں داخل کرنے کی گذارش کیا۔ حضرت نے اسے مرید کیا

اور ایک مصری کا ٹکڑا اپنے دہن مبارک سے نکالکر اُس کے مُنہ میں ڈال دیا۔ دل مثل آفتاب کے منور ہوگیا اور دِل کی دُنیا ہی بدل گئی۔

تیسویں کرامت

ایک دن کرنول سے ایک بزرگ سید شاہ درویش قادری قدس سرہٗ تشریف لائے اور ایک آدمی سے آپ کو سلام کہلا بھیجا آپ نے سلام کا جواب دیا۔ اور خود شاہ درویش کی قیام گاہ پر آئے اور انھیں ہمراہ لئے اپنے دولت خانہ پر تشریف لائے۔ اور اُن کی انتہائی پُرتکلف مہمان نوازی فرمائی۔ اس کے بعد مجلس گرم ہوئی۔ شاہ درویش نے کہا کہ حضرت کے خاندان میں مریدوں کو شجرہ مرحمت کرنے کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مریدی کے وقت ایک مرتبہ استعانت کی نیت سے فاتحہ پڑھی جاتی ہے اس کے بعد شجرہ دیا جاتا ہے۔ شاہ درویش کرنولی نے کہا کہ شجرہ بتائیے، آپ نے فرمایا کہ سید محمد امین کا جزدان لاؤ۔ جب وہ لایا گیا تو کچھ دیر اُسے اپنے زانو پر رکھ کر کھولا اور شجرہ نکال کر شاہ درویش قادری

کے حوالہ کیا اور فرمایا کہ اس شجرہ میں شجرہ نسب بھی ہے۔ افضل
نے ملاحظہ فرمانے کے بعد کہا کہ آپ کے سوا سلسلۂ قادریہ کے دیگر
بزرگوں کے پاس شجرہ میں تواریخ درج نہیں ہیں۔ آپ کا یہ شجرہ
ہر لحاظ سے اپنی نوعیت میں منفرد ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ یہ
ہمارے جدِّ اعلیٰ کا فضل و کرم ہے۔

(شجرہ عالیہ قادریہ منظوم)

شہنشاہ مصطفیٰ سالار سرور — غضنفر شیر یزداں است حیدر
حسین کربلا زین الامام است — دباقر جعفر دعتازی عسکر
امام کاظم دموسیٰ رضا ست — کہ از معروف کرخی جملہ رہبر
زسری آں جنید عبداللہ شبلی — چوں واحد یوسف طرطوس اظہر
ابوالحسن علی نبیکا ری پاک — مبارک مخزمی آں شیخ انور
محی قطب ربانی کہ محبوب — محی الدین آں شاہنشہ قادر
ابوبکر است تاج الدین رزاق — عماد الدین سید قطب داور
وشمس الدین محمد ذات سادات — ظہیر الدین احمد نام بہتر

بنور حق کہ سیف الدین یحیٰ | کہ شمس الدین محمد وصف گوہر
علاؤ الدین کہ نور ذات عالی | و شمس الدین محمد دین دلبر
کہ صالح شاہ محی الدین ثانی | کہ شمس الدین محمد پاک بہتر
کہ آں شاہ عفیف الدین حامی | کہ احمد حامدی و شمس مظفر
محمد معنوی آں ذات حق است | شہنشاہ عظمت اللہ شیر اکبر

غلام عاجزم خاکم کہ در دیاں
کہ نام من امین الدین کمتر

جو کوئی اس شجرہ کو اپنی حاجت برآری کے لیے پڑھے۔ اس کی ہر جائز تمنا پوری ہوگی۔ اور مرشدان قادریہ کے ایصال ثواب کے وقت بھی اس شجرہ کو پڑھنا چاہیے۔ اولیائے کرام کی بزرگی کو دل میں بٹھا کر بزرگوں سے مدد مانگی جائے فوراً حاجت برآری ہوگی۔ حضرت غوث الثقلین پیران پیر رضی اللہ عنہ نے اولیا کی شان میں فرمایا ہے کہ تمام اولیائے کرام پوری دنیا کو اور اس میں جو کچھ ہے۔ تمام چیزوں کو ایسا دیکھتے ہیں جیسے

کوئی اپنے انگوٹھے کے ناخن کو دیکھ رہا ہو۔

اکتیسویں کرامت

حضرت شاہ عبد اللطیف بیجاپوری، بیجاپور سے اپنے اقربا سے ملاقات اور خصوصاً اپنے عم محترم حضرت شاہ محی الدین ثانی کی قدمبوسی کے لئے حیدرآباد تشریف لائے۔ نظام منور دکھنی کے بھانجے نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مریدی کی درخواست پیش کی۔ حضرت نے فرمایا کہ آج کل شاہ عظمت اللہ قادری کا بہت چرچا ہے تم اُن سے بیعت کر لو۔ شیخ منور کا بھانجہ راضی نہ ہوا۔ اور دوبارہ عرض کیا۔ شاہ عبد اللطیف بیجاپوری نے فرمایا کہ مجھ میں اور شاہ عظمت اللہ قادری میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس لئے تم انہی کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہو جاؤ۔ چنانچہ نظام منور دکھنی کا بھانجہ شاہ عظمت اللہ قادری کی خدمت میں حاضر ہوا، وہاں کیا دیکھتا ہے کہ اُن کی جگہ حضرت شاہ عبد اللطیف بیجاپوری تشریف فرما ہیں۔ تھوڑی دیر بعد جب حضرت عبد اللطیف کے دولت خانہ پر پہنچا تو وہاں ایسا

نظر آرہا ہے کہ حضرت عظمت اللہ قادری تشریف فرما ہیں۔ یہ دیکھ کر اس پر حیرت طاری ہوگئی اس نے عرض کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے تو فرمایا کہ شاہ عبداللطیف اور شاہ عظمت اللہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس واقعہ کے بعد وہ حضرت سید شاہ عظمت اللہ قادری کے ارادت مندوں میں شامل ہوگیا۔

ایک دن آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ میں نے اپنی عمر میں پانچ ایسے درویش دیکھے ہیں کہ ان کا تذکرہ ضروری ہے۔ لوگوں نے کہا کہ کہاں دیکھا ہے۔ فرمایا کہ ملک ہندوستان کے بارہ سالہ سفر میں دو درویش سید الطائفہ جنید بغدادی کی اولاد سے نظر آئے۔ اور تین درویش دکن میں نظر آئے۔ چنانچہ شہر حیدرآباد میں دو درویش شاہ محی الدین ثانی قادری اور شاہ عبداللطیف بیجاپوری، اور تیسرے خصوصاً وہ بزرگ ہیں جو خواجہ بزرگ حضرت سید محمد حسینی گیسودراز کے پوتے ہیں جن کا نام نامی سید شاہ قدیم اللہ حسینی دنڈوتی ہے۔ جن سے میں نے خلافت چشتیہ کی نعمتوں کا استفادہ کیا ہے۔

تینتیسویں کرامت

ایک روز ایک فقیر جو اپنی مفلسی سے بہت ہی زیادہ پریشان حال تھا۔ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اُس فقیر کے تین بیٹیاں تھیں اور تینوں بیٹیاں شادی کے قابل تھیں۔ وہ آپ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ حضور والا میرے تینوں لڑکیوں کی کافی عمر ہو چکی ہے۔ اور سر کے بال سفید ہوئے جا رہے ہیں۔ اپنی محتاج حالت سے بہت پریشان ہوں۔ دُعا فرمائیے کہ میرے تمام مسائل حل ہو جائیں۔ آپؒ نے جواب دیا کہ خدا تمام معاملات کو آسان کر دے گا۔ آپؒ کی اس بات پر عقیدہ رکھتے ہوئے وہاں سے رخصت ہوا۔ مگر چند ہی روز بعد فتح خاں جاگیردار نے اُس فقیر کو مال و دولت سے سرفراز کر دیا۔ اُس فقیر کا فخر بلند ہوا، تھوڑے ہی عرصہ میں اُن تینوں لڑکیوں کی شادی انجام پا گئی۔

۳۴ ویں کرامت

ایک روز کسی نے حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے حضور یہ اطلاع پہنچائی کہ الہ دین شاہ عظمت اللہ جو ولایت

کے مدعی ہیں پنج وقتہ نماز ادا کرنے سے باز رہتے ہیں۔ حضرت عالمگیر نے اپنے ایک ایلچی کو آپ کے پاس تحقیقات کے لئے روانہ کیا۔ وہ ایلچی جو ایک خدا ترس بزرگ تھے۔ آپ کے پاس پہنچے۔ حضرت شاہ عظمت اللہ نے مسکرا کر فرمایا کہ بادشاہ وقت نے تمہیں بھیجا ہے حسب الحکم تحقیق کر کے اپنی رپورٹ وہاں پیش کرو۔ حضرت کی محفل میں بیٹھ کر اس ایلچی کا دل منور ہو رہا تھا۔ واپس پہنچ کر بادشاہ وقت کو اطلاع دیا کہ حضرت شاہ عظمت اللہ قادری غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ایک بزرگ ہیں۔

۳۴ ویں کرامت

حضرت شاہ عظمت اللہ قادری قدس سرہٗ اپنے ایک مرید شیخ محمد بسیر کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ایک بیوہ عورت جو کسی گھر میں ملازمت کر کے اپنا گذر بسر کرتی تھی حاضر ہوئی۔ اور اپنے فوت شدہ لڑکے کے حالات سے پریشانی کا اظہار کرنے لگی۔ جس کے فوت ہونے کی وجہ سے اس کی زندگی اس طرح سے گذر رہی تھی۔ حضرت نے فرمایا۔ خدا کی ذات پر توکل کرنے والے نا امید

حالات سے نہیں گھبراتے۔ جا اس وظیفہ کو اپنا معمول بنا لے
خوش و خرم دن واپس ہو جائیں گے۔ وہ عورت وہاں سے رخصت
ہوئی۔ ایک دن وہ بیوہ حضرت لاڈلے مشائخ انصاری قدس سرہٗ
کی بارگاہ میں بیٹھے دستِ سوال دراز کر رہی تھی۔ حضرت شاہ
عظمت اللہ کے نام سے لوگوں سے کچھ مانگ رہی تھی۔ آپ کے
ایک منکر کا گذر وہاں سے ہوا۔ آپ کا نام سنتے ہی اس نے
کہا کہ شاہ عظمت اللہ تجھے کیا دیں گے۔ یہ لے میری طرف سے مال
و دولت اور اپنی خوشگوار زندگی پوری کر۔ مال و دولت لیتے
ہی اس بیوہ عورت نے کہا واہ رے یا ذی الاحوال والعظمۃ،
تیری کرامت تو نے دلایا ہے تو دشمن سے دلایا ہے۔

۳۵ ویں کرامت

شبِ قدر کی شناخت

شیخ بدر الدین پنجابی ایک طالب علم تھا جو فضیلت
و کمال میں اس کا ثانی نہیں تھا۔ اس کے علم کا ہر طرف چرچا تھا

ایک دن آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے اس سے سوال کیا کہ شب قدر کب ہے، اس طالب علم نے کہا کہ ۲۷ ویں رمضان کو شب قدر ہے۔ مگر اس میں بعض محققین کا اختلاف ہے حضرت شاہ عظمت اللہ قادری نے ارشاد فرمایا کہ کان کھول کر شب قدر کی شناخت کا مسئلہ سنو کہ اگر رمضان کی پہلی تاریخ اتوار کے دن ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ شب قدر ۲۹ رمضان کو ہوگی۔ اگر رمضان کی پہلی تاریخ پیر کے دن ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ شب قدر اکیس رمضان کو ہوگی۔ یکم رمضان اگر منگل کو ہو تو شب قدر ۲۷ رمضان کو ہے۔ رمضان کی پہلی تاریخ اگر چہارشنبہ کو ہو تو شب قدر اُنیس کو ہوگی۔ یکم رمضان جمعرات کو ہو تو شب قدر ۲۵ رمضان کے دن ہوگی۔ اگر رمضان کی پہلی تاریخ جمعہ کو ہے تو سمجھنا چاہیئے کہ شب قدر سترہ رمضان کو ہے۔ اگر یکم رمضان سنیچر کو ہے تو تیسری رمضان کو شب قدر ہے۔ شیخ بدرالدین پنجابی اس پر تعجب کرنے لگے اور قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔

۳۶ ویں کرامت

شیخ عبداللہ عرب نے ایک دن آپ سے عرض کیا کہ آج دو افراد آپس میں جھگڑا کر رہے تھے کہ تو رافضی ہے اور تو خارجی ہے۔ مجھے یہ رافضی اور خارجی کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا رافضی اور خارجی کسے کہتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ رافضی ہو یا خارجی دونوں گمراہ ہیں اور جہنمی ہیں۔ رافضی اس فرد کو کہتے ہیں کہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت سے محبت اور وفاداری کے دعوے کے ساتھ حضرات خلفائے راشدین اور دیگر تمام صحابہ کرام سے بغض و عناد رکھے اور خارجی وہ ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام سے محبت کے دعوے کے ساتھ اہلبیت اطہار سے بغض و عناد رکھتا ہے۔ اہلسنت وجماعت کا مسلک ایسا مذہب ہے کہ نہ تو اس میں صحابہ کرام کی دشمنی موجود ہے نہ اہلبیت اطہار سے عناد پایا جاتا ہے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ سنت و جماعت دس باتوں پر قائم ہے۔ جو ان

باتوں کا پابند ہے وہ سُنی صحیح العقیدہ ہے۔

۱) دونوں خلفائے کرام حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو انبیاء و رسل کے بعد تمام اُمت پر فاضل و برتر مانے

۲)۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں داماد حضرت عثمان غنی اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہما کو اُن دونوں خلفا کے بعد افضل مانے اور اُن سے محبت رکھے۔

۳)۔ موزوں پر مسح کو جائز سمجھے۔

۴)۔ کسی دوزخی اور گمراہ کو اپنا دوست اور بہی خواہ نہ جانے۔

۵)۔ صالح کو اپنا امام بنائے۔

۶)۔ نیکی اور بدی کو خدا کی تقدیر سمجھے اور خدا کی مشیت پر راضی رہے

۷)۔ صالح اور گناہگار کی نماز جنازہ ادا کرے۔

۸)۔ فرض نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی پابندی کرے۔

۹)۔ سلطان عادل کی فرماں برداری کرے۔

۱۰)۔ اولیائے کرام اور اہلسنت و جماعت کے علماء کرام کی قدر کرے۔

ان باتوں کا حاضرین کے دل پر اچھا اثر ہوا تمام لوگ مستفید
ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔
خدا جس کو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے۔

۳۷ ویں کرامت

حضرت عالمگیر بادشاہ کے صاحبزادے شاہ عالم بہادر شاہ
دکن کے علاقوں کو فتح کرنے کیلئے دکن کا ارادہ کر کے یہاں پہنچے۔
اور سب سے پہلے ابو الحسن تانا شاہ کی حکومت کو اس کی رافضی حکومت
ہونے کی وجہ سے اس حکومت کے خاتمہ کا ارادہ کیا۔ اور ابو الحسن تانا شاہ
کی فوج کے ساتھ مغل فوج کا مقابلہ شروع ہو گیا۔ تانا شاہ کی حکومت
میں آپ کے ایک مرید یوسف خاں تانا شاہ کی فوج میں ملازم تھے۔
جنگ کے دوران یوسف خاں کو شدید تکلیف سے دو چار ہونا پڑا۔ اور
یوسف خاں کو سخت ضرب لگی۔ جب یوسف خاں کے ہوش گم ہو چکے
تھے تو ان کی زبان پر حضرت شاہ عظمت اللہ ابدالی کا نام جاری تھا
بہت دیر بعد جب یوسف خاں کو ہوش آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ تمام
زخم ختم ہو گئے ہیں۔

۳۸ ویں کرامت

ایک دن اپنے ایک مرید خاص عبدالقاہر خاں سے آپ نے فرمایا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم پر چند ہی دنوں میں ایک آفت اور مصیبت آنے والی ہے۔ تم اپنے آپ کی حفاظت میں غفلت نہ برتو۔ عبدالقاہر خاں نے اِن باتوں پر توجہ نہ کیا اور اپنی مصروفیات میں لگے رہے۔ ایسی حالت میں چند دشمن جو عبدالقاہر سے ذاتی دشمنی رکھتے تھے، اُس کے گھر پہنچے اور ایسا حملہ آور ہوئے جیسے خان مذکور کو ختم کرنا ہی چاہتے ہیں۔ عبدالقاہر خاں کا دس سالہ لڑکا اچانک باہر آیا اور زور سے نعرہ لگایا۔ یا ذی الاحوال والعظمۃ المدد، اس نعرہ کے ساتھ ہی ایسا معلوم ہوا کہ چند فقراء ہاتھ میں تلوار لئے پہنچ گئے ہیں۔ اور دشمنوں کا ایسا صفایا کر دیا کہ بعض جہنم رسید ہو گئے اور بعض راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے۔

۳۹ ویں کرامت

شیخ عبدالقاہر خاں جس کو حضرت اورنگ زیب

عالمگیر علیہ الرحمۃ نے عبدالقاہر خاں منتخر کا خطاب دیا تھا۔ ان
کی اہلیہ کا انتقال ہوا۔ حضرت شاہ عظمت اللہ قادری تدفین
میں شرکت کیلئے الٰہ سے بیجاپور پہنچے۔ وہاں سرفراز خاں اور
دوسرے افراد بھی موجود تھے۔ ان لوگوں کو حضرت سے بغض و
عناد تھا۔ انھوں نے مل کر ایک پروگرام بنایا کہ کوئی ایک مسئلہ
طے کر کے حضرت شاہ عظمت اللہ قادری سے پوچھنا چاہیئے۔
اگر وہ اس کا جواب نہ دے سکے تو لوگوں میں ان کی شرمندگی
ہوگی۔ چنانچہ سرفراز خاں اور دوسرے ان کے احباب آپ کے
پاس پہنچے۔ اور آپ سے سوال کیا کہ بندے کیلئے سجدہ جائز ہے
یا نہیں۔ حضرت نے مسکرا کر جواب دیا کہ سجدے دو قسم کے ہیں۔ ایک
سجدۂ عبودیت ہے۔ اور دوسرا سجدۂ شکر ہے۔ بندہ کیلئے
دونوں سجدہ حرام ہیں۔ سجدۂ عبودیت یا سجدۂ تعظیم تو حرام ہے۔
اور سجدہ شکر کسی بھی بندے کے لئے جائز نہیں۔ اس برجستہ جواب پر
تمام حیرت میں پڑ گئے۔ اور حاضرین نے کہا کہ حضور آپ پر رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص فضل و کرم ہے تو آپ نے فرمایا کہ کیا تمہیں

یہ واقعہ معلوم نہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن مسجد نبوی میں منبر شریف پر خطبہ دے رہے تھے۔ اور ادھر ملک شام میں حضرت ساریہ کی سپہ سالاری میں کفار کی فوج سے مقابلہ ہو رہا تھا۔ دشمنوں کو وہاں بظاہر شکست ہوئی مگر کفار کی فوج نے چاہا کہ پہاڑ کے پیچھے سے گھات لگا کر اسلامی فوج پر حملہ کرے۔ حضرت عمر فاروق نے مسجد نبوی سے اس واقعہ کو دیکھا۔ اور وہیں سے آواز لگائی یا ساریۃ الجبل۔ (اے ساریہ پہاڑ کی طرف توجہ کرو) حضرت ساریہ نے حضرت فاروق اعظم کی یہ آواز سنی۔ اور پہاڑ کی طرف بڑھ کر دشمنوں کو جہنم رسید کر دیا۔ حضرت شاہ عظمت اللہ قادری نے فرمایا کہ کیا تم نے غور کیا کہ حضرت عمر فاروق نے شام کے ملک میں ہونے والے پہاڑ کے پیچھے دشمن کے حملے کو مسجد نبوی سے کیسے دیکھ لیا۔ اور وہاں سے ساریہ جو اسلامی فوج کے سپہ سالار تھے کو آواز دی اور حضرت ساریہ نے ملک شام میں رہتے ہوئے مسجد نبوی سے پکاری جانیوالی آواز کو کیسے سنا؟ حاضرین خاموش رہ گئے

اور لاجواب ہو گئے۔ اور حضرت مسکرا کر وہاں سے اٹھ گئے۔

۴۰ ویں کرامت

لاڈخان اپنے والدین اور بھائیوں کے انتقال کے بعد حضرت سید شاہ عظمت اللہ قادری کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور وہاں چند دن سکونت اختیار کیا۔ ایک دن عرض کیا کہ حضور اجازت دیں تاکہ میں اپنے وطن جاکر اپنی جائیداد میں اپنا حصہ حاصل کرنے کی کوشش کروں۔ آپ نے اجازت دی۔ اور وہ وہاں سے رخصت ہوا۔ جب وہ اپنے قصبہ پہنچا تو ایسا معلوم ہوا کہ حضرت شاہ عظمت اللہ قادری اس سے پہلے وہاں پہنچے ہوئے ہیں۔ اور تمام وارثین میں آپ نے اپنے دست مبارک سے حصے تقسیم فرمادیئے اور حاضرین نے دریافت کیا کہ حضور یہاں آپ کیسے پہنچے ہیں تعجب آپ نے مسکرایا اور وہاں سے پوشیدہ ہو گئے۔

۴۱ ویں کرامت

حضرت شاہ عظمت اللہ قادری قدس سرہ اپنے چھوٹے صاحبزادے حضرت سید محمد باقی قدس سرہ کی شادی کے سلسلے میں

بھاگلی پہنچے، اور شادی کی تقاریب سے فارغ ہوکر الٰہ کو واپسی
کا ارادہ فرمایا۔ مگر راستہ میں جھنگو یہ کے معتقدین نے حضرت سے
فرمایا کہ حضور کچھ دیر یہاں سکونت فرمائیں تاکہ ہمیں آپ کی
خدمت کا موقعہ ملے۔ آپ نے یہ خواہش منظور فرمائی۔ اور جھنگو یہ
میں قیام فرمایا۔ آپ کے ساتھ جہیز کا سامان بھی تھا۔ اپنے ایک
مرید سید مخدوم سے آپ نے فرمایا کہ جہیز کے ساتھ جو پلنگ ہے وہ
لیکر الٰہ چلا جائے۔ سید مخدوم نے عذر پیش کیا۔ اور حضرت کے
حکم کے مطابق پلنگ لیکر نہ گیا۔ جھنگو یہ سے جب آپ الٰہ کے لئے
روانہ ہوئے تو اثناء راہ میں ڈاکو حملہ آور ہوئے۔ مگر ڈاکوؤں پر
جنگل سے برآمد ہوئے چند تلواروں نے ایسا حملہ کیا کہ تمام افراد
صحیح و سالم وہاں سے رخصت ہوئے۔ سوائے سید مخدوم کے تمام
افراد محفوظ رہے۔ اور آپ الٰہ کو پہنچنے تک چند سبز پوش ننگی
تلواروں کے ساتھ آپ کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ شریک سفر
حضرات نے دریافت کیا کہ یہ سبز لباس پہنے ہوئے افراد کون ہیں
آپ نے ارشاد فرمایا انہی سے پوچھ لیجئے کہ کون ہیں۔ اُن حضرات

نے کہا کہ ہم خدا کے نیک بندے ہیں خدا نے ہمیں شاہ عظمت اللہ قادری کی حفاظت کے لئے مامور کیا ہے۔

۴۲ ویں کرامت

سدی یوسف خاں نامی ایک جاگیردار ایک ہاتھی پال رکھا تھا اور وہ ہاتھی جنگل کا تھا۔ اور آدم کش تھا۔ ایک دن یہ ہاتھی قید سے چھوٹ کر اِدھر اُدھر گھومنے لگا اور پورے قصبہ کو پریشان کر دیا اور کئی جانوں کو تلف کر دیا۔ کئی لوگ زخمی ہو گئے۔ اور کئی لوگ بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ اب اس ہاتھی کو پکڑنا اور اسے دوبارہ ہاتھی خانہ میں لے جا کر باندھنا کسی کے بس کی بات نہیں تھی۔ وہاں ایک بکریوں کی چراگاہ تھی۔ اس چراگاہ کا مالک حضرت شاہ عظمت اللہ قادری کا ایک مرید تھا۔ وہ ہاتھی اس چراگاہ میں پہونچا۔ اور بکریوں کو ختم کرنا ہی چاہتا تھا کہ حضرت شاہ عظمت اللہ وہاں پہنچ گئے اور اس ہاتھی سے گرجدار آواز میں کہا کہ کیا تو قادری اموال کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے؟ اس بات پر ہاتھی مطیع و فرماں بردار ہو کر وہیں کھڑا ہو گیا۔ آپ کی موجودگی میں لوگوں نے اس کے پیروں کو رسی سے

مضبوط باندھ دیا۔ اور آسے ہاتھی خانہ میں دوبارہ قید کر دیے۔
حاضرین نے تعجب کیا تو آپؒ نے ارشاد فرمایا۔

جو ڈرے حق سے ہر اک اس سے ڈرے
دام و دد دیو پری بھاگے پرے

بتایا جاتا ہے کہ وہ ہاتھی جب تک زندہ رہا آدم کش ہوتے
ہوئے بھی ایسا مطیع و عاجز رہا کہ کسی کی طرف توجہ بھی نہیں کیا۔

سولہویں کرامت

حضرت شاہ عظمت اللہ قادری قدس سرہٗ ایک دن اللہ
میں چند مریدین و معتقدین کے ہمراہ تشریف فرما تھے کہ ایک شخص
مجلس میں پہنچا۔ اور حضرت کی خدمت میں سلام پیش کیا۔ اور آپؒ
کے قریب پہنچ کر آپ کے گوش مبارک میں بہت دیر تک گفتگو کرتا
رہا اور کیا کہا اور کیا سنا کسی دوسرے کو معلوم نہ ہو سکا۔ جب وہ
آدمی رخصت ہو رہا تھا تو آپؒ نے بار بار یہ کہا کہ خبردار خدا کی مخلوق
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کبھی ضائع نہ ہو جائے۔
دوسرے دن حاضرین مجلس نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپسی

آدمی نے کیا کہا اور آپ نے کیا سُنا۔ آپ نے جواب دیا کہ دس پندرہ
دن میں معلوم ہو جائے گا۔ دس پندرہ دن بعد خبر ملی کہ حضرت عالمگیر کی
فوج نے دریائے بھیرا کے کنارے دشمن کی فوج پر حملہ کیا اور سارا
قصبہ ضائع ہو گیا۔ مگر کسی آدمی کو کوئی ضرب نہ لگی۔

۴۴ ویں کرامت

حضرت شاہ عظمت اللہ قادری قدس سرہٗ کے مریدین میں سے
شیخ ملک اور شیخ خوندمیر آپ کی خدمت میں عرصۂ دراز سے آپ کی
بارگاہ میں حاضر تھے۔ ایک عرصہ بعد دونوں نے عرض کیا کہ حضرت
اورنگ زیب عالمگیر کی فوج مقام برہم پور میں اپنی چھاؤنی قائم
کی ہوئی ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ آپ اجازت دیں تو ہم فوج
میں جا کر کچھ روزگار حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ حضرت نے اُن کی
اس گذارش کو منظور فرمالیا۔ اور حضرت سید محمد امین الدین کو طلب
کر کے فرمایا کہ ان لوگوں کو ایک ایک چادر عطا فرمائیں۔ حسب ارشاد
آپ نے چادر دی۔ وہ دونوں وہاں سے رخصت ہو گئے، اور
لشکر میں پہونچے، اور وہاں سے کسی قصبہ کا ارادہ کیا۔ وہاں یہ ارادہ کیا

کہ حضرت شاہ عظمت اللہ قادری سے انھیں خلافت حاصل ہے۔
کیوں نہ ہم بھی مریدی کے سلسلے کو شروع کر دیں۔ چنانچہ انھوں نے
پیری مریدی کا راستہ اختیار کر لیا۔ بہت سے لوگ اُن کے مُرید
بنتے گئے۔ اور لوگوں کو ہر معاملے میں عملیات کا بھی آغاز کیا۔ اور
لوگوں کو شفا بھی حاصل ہو رہی تھی۔ سارے گاؤں میں اُن کا چرچا
شروع ہوا۔ ان دونوں کے مریدوں میں سے دو افراد نے خیال کیا کہ
ہمارے پیر کا چرچہ اس طرح عام ہے تو ہمارے پیر کے مرشد کی کیا
شان ہوگی۔ لہذا اُن کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے۔ اور دونوں
نے الند کا ارادہ فرمایا۔ اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔
وہ لوگ ابھی الند پہنچے بھی نہیں تھے حضرت شاہ عظمت اللہ قادری
کے کشف کے ذریعہ سے ان حالات کا علم ہو گیا۔ جب وہ دونوں
افراد یہاں پہونچے تو انھیں ایسا معلوم ہوا کہ وہ حضرت شاہ عظمت
اللہ قادری کی محفل میں نہیں ہیں۔ بلکہ وہ حضرت رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچ گئے ہیں۔

۴۵ ویں کرامت

حضرت شاہ عظمت اللہ قادری قدس سرہٗ کی اہلیہ محترمہ

حضرتہ امتہ المحمودہ رحمتہ اللہ علیہا کا عرس شریف قریب آیا تھا آپ کے دوسرے صاجزادے حضرت سید عبدالقادر قادری عرس کی تقریبات کے لئے رقم کی تلاش میں پریشان تھے۔ اور آخرکار اپنی والدہ کی مزار پر پریشان حال سے جاکر بیٹھ گئے۔ تین روز تک آپ اسی طرح پریشان رہے۔ اور اس حالت میں حضرت شاہ عظمت اللہ قادری بھی وہاں پہنچے۔ اپنے صاجزادے کو متفکر دیکھ کر دریافت کیا کہ تم پریشان کس بات پہ ہوئے ہو۔ حضرت سید عبدالقادر قادری نے عرض کیا کہ والدہ محترمہ کا عرس قریب ہے۔ اس وقت ہمارے پاس کچھ پیسہ نہیں ہے اس لئے میں پریشان ہوں۔ یہ سنتے ہی حضرت شاہ عظمت اللہ قادری وہیں مزار کے پاس معتکف ہوگئے۔ چند ہی گھنٹوں بعد دونوں حضرات کو وہاں ایسا محسوس ہوا کہ کوئی بزرگ وہاں تشریف لا رہے ہیں اور ان کے جسم پہ ہرا لباس ہے۔ اٹھ کر تعظیم کیا۔ اس بزرگ نے کہا کہ سید عبدالقادر قادری کہاں ہیں۔ آپ

حاضر ہوئے اُس بزرگ نے فرمایا کہ یہ ڈیڑھ سو روپیہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نے سید عبدالقادر قادری کے پاس بھیجے ہیں اور فرمایا ہے کہ اس رقم سے عرس کا انتظام فرمادیں۔ حضرت سید عبدالقادر قادری نے رقم لی اور اُس بزرگ سے فرمایا کہ تھوڑی دیر تشریف رکھیں۔ مگر وہ فوراً غائب ہوگئے۔ حضرت شاہ عظمت اللہ قادری سے آپ نے عرض کیا کہ یہ کون بزرگ تھے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر آپ کے ماتحت اولیائے کرام میں سے تھے۔ ہمارے حالات کو ہمارے جداعلیٰ نے دیکھا اور ان کے ذریعہ سے عرس کے لئے رقم روانہ کردی۔

۴۶ ویں کرامت

ایک روز حضرت سید عبدالقادر قادری قدس سرہٗ اپنے ایک مرید کی شادی کے سلسلے میں بیجاپور گئے ہوئے تھے۔ شادی کی تقریبات سے فارغ ہوکر وہاں سے النذ کا رخ فرمایا۔ اپنے مریدین و معتقدین کے ہمراہ منازل طے کررہے تھے اور النذ کے قریب ایک نہر میں وضو کرنے کیلئے قیام فرما ہوئے۔ وہاں رکنا ہی تھا کہ چند ڈاکو

وہاں حملہ آور ہو گئے۔ اور تمام حضرات کا محاصرہ کر لیا۔ تمام معتقدین پریشان ہو گئے۔ اور حضرت سید عبد القادر وہیں بیٹھ گئے۔ اور لاڑ خاں کو حکم دیا کہ دشمنوں کا مقابلہ کریں۔ وہ آگے بڑھ کر دشمنوں پر حملہ کئے اور اچانک یہ معلوم ہوا کہ ہرا لباس پہنے ہوئے چند گھوڑا سوار وہاں پہنچے۔ اور ننگی تلواروں سے ڈاکوؤں پر حملہ کر دیئے۔ اور اُن کو بھاگنے پر مجبور کر دیئے۔ اور آئے ہوئے تمام سبز پوش غائب ہو گئے مگر ایک بزرگ حضرت سید عبد القادر قادری کے پاس تشریف لائے۔ جب وہ قریب پہونچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت شاہ عظمت اللہ قادری ہیں۔ آپ قدم بوس ہوئے۔ اور آپ کے ساتھ محفوظاً ماغول اللہ شریف واپس ہوئے۔

۴۷ ویں کرامت

نقل ہے کہ بیجاپور کی حکومت کو فتح کرنے کے بعد مغل حکومت کی جانب سے اللہ میں ایک نئے "قاضی شریعت پناہ" مقرر کئے گئے۔ اور سب سے پہلے حضرت شاہ عظمت اللہ قادری قدس سرہٗ سے کہلا بھیجا کہ تمہارے بعض مریدین و معتقدین شریعت کے خلاف

عمل کر رہے ہیں اور بعض نے سجدہ کو بندوں کے لیئے جائز سمجھ رکھا ہے۔ اپنے مریدین کو شریعت کی خلاف ورزی سے روکیئے، ورنہ قانونی جرم میں سزا دی جائے گی"۔ حضرت شاہ عظمت اللہ قادری نے جواب میں کہلا بھیجا کہ بندوں کے لیے سجدہ تحیت اور سجدہ تعظیمی بیشک حرام ہے۔ میرے مریدین سجدہ تعظیمی کے روادار نہیں ہیں۔ ہمیں شریعت کا بہت زیادہ خیال ہے۔ آپ ہمارے معاملات میں مداخلت نہ کیجئے۔ ایلچی نے یہ باتیں قاضی کو سنائیں تو قاضی بہت گرم ہوگیا اور دوبارہ ایلچی نے آکر اطلاع دی کہ قاضی شریعت پناہ بہت غیض و غضب میں ہیں۔ حضرت نے جواب دیا کہ کل معلوم ہو جائے گا کہ کس کا غیض و غضب کام آتا ہے۔
چنانچہ دوسرے ہی دن قاضی کا چند لوگوں سے جھگڑا ہوگیا اور چند لوگوں نے قاضی کو ضرب لگا دیئے۔ دوسرے دن عیدالفطر تھی حضرت شاہ عظمت اللہ قادری عیدگاہ میں تھے۔ جہاں قاضی بھی موجود تھے۔ قاضی نے فوراً آگے بڑھ کر ہاتھ چومے، اور مریدین میں شامل ہوگئے اور جب تک وہاں رہے معتقد رہے

اور حاضرین سے کہا کہ حضرت شاہ عظمت اللہ قادری شریعت
کے محافظ ہیں۔

۴۸ ویں کرامت

حضرت کے خاص مریدین میں سے شیخ چاند محمد نامی ایک
خاص مرید و معتقد تھے۔ لیکن اپنے گذرِ اوقات کے سلسلے میں بہت
پریشان تھے۔ انہوں نے سوچا کہ الند کے سرکاری مقررہ قاضی کی
خدمات حاصل کی جائیں۔ اور اُن سے کوئی ملازمت حاصل کرلی جائے
وہ مریدین سے پہلے حضرت شاہ عظمت اللہ قادری قدس سرہٗ کی
خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ حضور میں نے اپنے گذر اوقات
کے لئے قاضی کے پاس حاضر ہونے کا ارادہ کیا ہے۔ مہربانی کرکے آپ
کسی کے ذریعہ قاضی کو میرے معاملہ میں مدد کرنے کے لئے کہلا بھیجے۔
حضرت نے اپنے ایک خاص مرید کے ذریعہ سے قاضی کو یہ بات
کہلا بھیجی۔ مگر قاضی نے توجہ نہ کی، دوسری دفعہ پھر حضرت نے قاضی
کو شیخ چاند محمد کے معاملہ میں توجہ دلائی۔ مگر اُس نے توجہ نہ کی۔
دوسرے دن جب شیخ چاند محمد حاضر ہوئے تو حضرت شاہ عظمت اللہ

قادری نے فرمایا کہ اب قاضی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس اندھے کو کوئی بات سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔ دوسرے ہی دن لوگوں میں شور برپا ہو گیا کہ قصبہ اللہ کے قاضی کی بینائی ختم ہو گئی ہے۔

۴۹ ویں کرامت

ایک روز اللہ دین آپ کے مریدین میں سے دو بھائی اپنی ماں کے ساتھ حضرت شاہ عظمت اللہ قادری کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ حضور ہم دونوں بینائی سے محروم ہیں دنیا میں جتنے علاج ہو سکتے ہیں ہم نے کرا لیا ہے۔ اور تنگ آکر آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔ اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جہاں دنیاوی علاج ختم ہو جاتے ہیں وہیں سے اولیائے کرام کی مدد شروع ہو جاتی ہے اب آپ کی ذات پر کامل یقین ہے کہ آپکے فیوض و برکات سے ہماری بینائی ہمیں مل جائے گی۔ حضرت نے فرمایا کہ تمہاری بینائی حضرت غوث اعظم کے طفیل ضرور ملے گی مگر شرط یہ ہے کہ تمہاری عمر میں کمی واقع ہوگی۔ دونوں اس بات

پر رانی ہو گئے حضرت نے دونوں کے آنکھوں پر ہاتھ پھیرا، اور
فوراً ہی پہلے جیسی بینائی لوٹ آگئی۔ اور لوگوں کا بیان ہے کہ
چندہی روز بعد ایک جنگ میں دونوں بھائیوں نے شہادت
پائی۔

۵۰ ویں کرامت

جس وقت حضرت عالمگیر نے محمد نگر یعنی گول کنڈہ
کا قلعہ فتح کیا وہاں ایک سپاہی تھا۔ جو اپنے مال اور اسباب
کے ساتھ وہاں سے رخصت ہوا۔ ساتھ میں اس کی بیوی بھی تھی
راستے میں راہزن حملہ آور ہوئے اور تمام مال لوٹ لیا۔ اور
اس سپاہی کو شہید کر دیا۔ سپاہی کی بیوی غم و رنج سے
پریشان ہوئی اور خودکشی کے لئے آگے بڑھنے ہی والی تھی کہ اس
سپاہی کے مرشد حضرت شاہ عظمت اللہ قادری وہاں نمودار
ہوئے اور اس عورت کو تسلی دی۔ اور اسے خودکشی سے باز رکھا
اس سپاہی کی تجہیز و تکفین کی گئی۔ اس عورت نے عرض کیا کہ
حضور اب میرا گذر بسر کیسے ہوگا حضرت نے اپنا ایک رومال اس

عورت کے حوالے کیا اور فرمایا کہ اس رومال سے تجھے ہر روز
ایک روپیہ میسر ہوگا۔ اُس سے اپنی زندگی گذار لے۔ چنانچہ جب
تک وہ عورت زندہ رہی اُس رومال سے اُسے وہ رقم ملتی رہی
یہ حضرت شاہ عظمت اللہ قادری کا فیض اور آپ کا لطف وکرم
کے محتاجوں اور بے کسوں کو کوئی تکلیف نہ ہونے دیا۔

۵۱ ویں کرامت

ایک مرتبہ حضرت شاہ عظمت اللہ قادری حضرت لاڈلے مشائخ
انصاری قدس سرہٗ کی بارگاہ میں حاضر تھے۔ بعض مُریدین حاضر ہوئے۔ اور
فرمایا کہ حضور کل شب میں ہم پہ چند دشمنوں نے جو حملہ کیا تھا اُن دشمنوں
کے خلاف آپ کی مدد کو ہم کبھی نہ بھلا سکیں گے، آپ کیونکہ وہاں پہنچے،
حضرت شاہ عظمت اللہ نے فرمایا کہ میرے جد اعلیٰ کا ارشاد ہے کہ کوئی حاجتمند
مجھے مشرق سے پکارے اور میں مغرب میں ہوں تو فوراً اُس کی حاجت پوری
ہوگی۔ ولایت کے مرتبہ اور اُس کی فضیلت کو عوام الناس کیسے سمجھ سکتے ہیں
اس کے لئے تو قلب ایمانی کی ضرورت ہے۔

۵۲ ویں کرامت

جس وقت آپ الندمیں بقید حیات تھے۔ یہاں سخت قحط پڑ گیا اور وبا پھیلی۔ چنانچہ کئی افراد لقمۂ اجل بن گئے اور کئی لوگ الند سے باہر جاکر پناہ لیئے۔ مگر بعض افراد آپ کی خانقاہ شریف کے قریب آپکے سائے میں سکونت اختیار کر لئے لوگوں کا بیان ہے کہ جب تک وہ آپ کی بارگاہ کے قریب رہے خوشحال رہے اور جب دور پہنچے تکلیف سے دوچار ہوگئے۔ اس طرح آپ کی بارگاہ کئی دنوں تک قحط زدہ لوگوں کی پناہ گاہ بنی رہی، اور سب عیش و آرام سے رہے۔

۵۳ ویں کرامت

حضرت شاہ عظمت اللہ قادری نے ایک روز ارادہ فرمایا کہ الند سے کہیں سفر اختیار فرمائیں۔ حاضرین سے کہا کہ ہم آج الند سے رخصت ہورہے ہیں۔ اور سفر کے لئے نکلنے سے پہلے فرمایا کہ آج جمعرات کا دن ہے حضرت ملک المشائخ علاؤ الدین انصاری قدس سرہ کی مزار پہ حاضر ہونا ہے۔ اور آپ آپکی زیارت کیلئے

پہنچے۔ بہت دیر بعد آپ حضرت ملک المشائخ کی گنبد سے باہر گئے
تو آپ کے ہاتھ میں ایک روٹی کا ٹکڑا تھا۔ حاضرین سے فرمایا
کہ مجھے حضرت ملک المشائخ نے سفر کی اجازت نہیں دی ہے۔ اور
یہیں رہنے کا اشارہ کیا ہے۔ اور یہ تبرک عطا فرمایا ہے۔ اس
کے بعد آپ نے کبھی الند سے باہر کا سفر نہیں فرمایا۔

۵۴ ویں کرامت

ایک روز حضرت سید امین الدینؒ سخت اور تیز بخار کا
شکار ہو گئے۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ کمزوری اتنی بڑھ گئی یہاں
تک کہ آپ عید کی نماز کے لئے بھی باہر نہ جا سکے۔ شوال کی ۷ تاریخ
تھی، حضرت سید محمد امین کی دونوں اہلیہ حضرت شاہ عظمت اللہ
قادری کے پاس حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ حضور ہماری حالت
پر توجہ فرمائیے۔ اور اپنے صاحبزادے کی شفایابی کی دعا فرمائیے
آپ نے فرمایا کہ میں دو رکعت نماز پڑھوں گا، اس کے بعد دعا کروں گا
تم دونوں آمین کہو۔ چنانچہ آپ نے دعا فرمائی۔ اور آپ دونوں
نے آمین کہا۔ نماز و دعا ختم ہونا ہی تھا کہ حضرت سیّد محمد امین الدین

فوراً شفایاب ہوگئے۔ اور حضرت شاہ عظمت اللہ قادری تیز
بخار کا شکار ہوگئے۔ یعنی آپ نے اپنے صاحبزادے کا مرض اپنے لیے
اختیار کرلیا۔

۵۵ ویں کرامت

ایک روز اس مرض سے آپ کو کچھ آرام محسوس ہوا۔ اور
آپ نے حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی فاتحہ کا انتظام کیا گیا
اس فاتحہ کی تقریب میں شرکت کرنے والوں میں مرزا قلی بیگ بھی تھے۔
انھوں نے حضرت کی طبیعت کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا میرے
صاحبزادے سید محمد امین تیز بخار سے بہت تکلیف میں تھے اس بخار کو
میں نے اختیار کرلیا۔ اور آج غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خصوصی توجہ
سے مجھے بھی اس بخار سے نجات ملی ہے۔ اور سرکار غوث بھی آج اس
محفل میں شریک ہونے والے ہیں۔

۵۶ ویں کرامت

ایک دن جب ماہ صفر اختتام کو پہنچا۔ اور ربیع الاول کا
مہینہ شروع ہوگیا تو آپ نے فرمایا کہ اس مہینے میں ہماری رحلت مقرر

ہے۔ اور آپ نے اپنا مال واسباب درگاہ شریف پر بھیجا۔ اور اُس کے ساتھ چہار پائی بھی تھی۔ اُس کے بعد حضرت نے غسل فرمایا، اور ایک چادر اوڑھی، اور وہ دستار جو حضرت سید محمد امین کے سر پہ تھی اپنے سر پہ باندھ لیا۔ اور ایک کھجور اور مصری منگوا کر پگڑی میں رکھا۔ لوگوں نے پوچھا۔ ان چیزوں کو دستار میں رکھنے کی کیا وجہ ہے آپ نے فرمایا کہ میں جنگل میں تھا اور تمام تکالیف میرے سر پہ گذری۔ اسی سبب سے میں نے اس دستار کا خیال کیا ہے۔ اور فرمایا کہ اس وقت اللہ کی آبادی سے رخصت ہوتا ہوں۔ اور کھڑے ہوئے اور درگاہ شریف میں آکر قیام فرمایا اور وہیں عبادت میں لگ گئے

۵۷ ویں کرامت

درگاہ شریف پہ آپ حالت اعتکاف میں تھے کہ لوگوں کی آمد کا سلسلہ وہاں شروع ہو گیا۔ اور پنج وقتہ باجماعت نماز بھی وہیں شروع ہوئی۔ حضرت شاہ عظمت اللہ قادری جن کی عمر شریف ۷۹ سال تھی، اٹھنے اور بیٹھنے میں تکلیف تھی، مگر نماز باجماعت

کی امامت خوشی سے فرماتے تھے۔ ۵ ربیع الاول کی بات ہے کہ
آپ نے فجر اور ظہر کی نماز پڑھائی۔ اور جب عصر کا وقت ہوا تو لوگ
حاضر ہوئے۔ اور وہاں دیکھا کہ ایک ہرا لباس پہنے ہوئے بزرگ
تشریف فرما ہیں۔ اور شاہ عظمت اللہ قادری بھی با ادب بیٹھے
ہوئے ہیں۔ عصر کا وقت ہوا۔ اور وہ سبز پوش بزرگ نے نماز عصر
کی امامت فرمائی۔ حاضرین نے نماز کے بعد دریافت کیا کہ یہ بزرگ
کون تھے فرمایا کہ یہ میرے جد اعلیٰ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ
کی ذات پاک تھی۔ لوگوں نے دیکھا کہ آپ دونوں میں بہت دیر تک
گفتگو ہوتی رہی جس کو حاضرین نے نہیں سمجھا۔ پھر شاہ عظمت اللہ
قادری مراقبہ میں لگ گئے۔

۶، ۷، ۸ ربیع الاول کو آپ نے اپنے تینوں صاحبزادوں
کو اپنے پاس بلایا۔ اور تینوں کو مرتبۂ خلافت سے نواز کر بہت دیر
تک پند و نصیحت فرماتے رہے۔ اور حاضرین سے کہا کہ میرے بعد
تم لوگوں کا فریضہ ہے کہ ان تینوں کو وہی مقام دیں جس طرح مجھے
دیا جاتا تھا۔ اور مریدین و معتقدین نے یکے بعد دیگرے تینوں

صاحبزادوں کی قدمبوسی کا شرف حاصل کیا۔ ۷ ربیع الاول کو حسن مرزا علی بیگ نے دریافت کیا کہ حضور آپ نے اپنی خلافت کس صاحبزادے کو عطا فرمائی ہے۔ فرمایا کہ تینوں کو میں نے خلافت اور اجازت سے نوازا ہے۔ اس لئے کہ میں نے ان تینوں کے مرتبوں کو لوح محفوظ میں دیکھ لیا ہے اور خدا کے پاس میں نے تینوں کے مرتبہ کو دیکھ کر دوگانہ نماز بھی ادا کیا ہے۔

۱۰ ربیع الاول سے حاضرین نے دیکھا کہ آپ بائیں ہاتھ پر نہیں سو رہے ہیں اور اکثر رات تو بیداری میں گذر رہی ہے اس کی حقیقت پوچھنے پر آپ نے فرمایا کہ جس وقت سے حضرت غوث الثقلین کا میں نے دیدار کیا ہے اس روز سے میں نہیں سو رہا ہوں۔ اپنے محبوب کو اپنے پاس رکھ کر میں کیسے سو سکتا ہوں

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ آج ۱۱ ربیع الاول کی تاریخ ہے۔ آج میلاد کی محفل منعقد کی جائے۔ حکم کے مطابق عمل کیا گیا۔ اور اس محفل میں زیادہ روشنی کا انتظام کیا گیا۔ اور بارہ چراغ روشن کئے گئے۔ اور یہ حکم فرمایا کہ لنگر حاضر کی جائے۔ اور

اُس مصری پر رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی فاتحہ کی نذر پیش کی گئی۔ اور اُس مصری کا شربت بنا کر تمام حاضرین میں تقسیم کیا گیا اس کے بعد چینی، بیجاپور اور حیدرآباد سے بعض معتقدین حاضر ہوئے اُن میں سے ایک معتقد نے آپ کی خدمت میں ایک سفید رومال نذر پیش کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ انتہائی خلوص اور محبت کیساتھ یہ چادر میرے پاس لائی گئی ہے۔ اس رومال کو انتقال کے دن غسل کے وقت میرے بدن پر اڑھائی جائے۔ اور ایک مرید نے چند خوشبو کی چیزیں عنبر عود وغیرہ پیش کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ میری قبر میں یہ تمام چیزیں رکھی جائیں۔

وِصَال مُبارک

۴ اربیع الاول کا دن آیا تو حاضرین سے فرمایا کہ آج ہماری کوچ مقرر ہے۔ عبدالقاہر خاں نے عرض کیا کہ آج اتوار کا دن ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آج کی رات جو آئے گی وہ پیر کی شب ہوگی۔ میری پیدائش بھی اسی شب کو ہوئی۔ میرا انتقال بھی اسی شب کو ہوگا۔ اس کے بعد ۵ اربیع الاول دوشنبہ کی شب پہنچی آپ نے تمام حاضرین کو حکم دیا کہ باہر چلے جائیں۔ اور اپنے صاحبزادگان کو اندر طلب کیا۔ دوسرے صاحبزادے سید عبدالقادر قادری کو حکم فرمایا کہ میرے لئے شربت تیار کرو اور جب نصف شب گذر جائے مجھے وہ شربت پلاؤ۔ نصف شب گذری تمام صاحبزادگان سامنے ہی تھے کہ آپ نے انگشت شہادت اٹھا کر تین مرتبہ حق حق حق فرمایا۔ اسی اثناء میں آپ کے صاحبزادوں کو ایسا معلوم ہوا جیسے آپ کے دہن مبارک سے نور کا ایک شعلہ برآمد ہوا ہے اور جوں ہی آپ کے سینہ مبارک سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی صدا آئی تو وہ شعلہ بلند ہوا، اور ابر کی طرح رواں ہو گیا۔ اور آپ رحلت فرما گئے۔ تمام حاضرین نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؎

جس وقت آپ کا انتقال ہو رہا تھا گلبرگہ شریف میں قاضی عبید اللہ کو ایسا معلوم ہوا کہ حضرت خود انھیں فرماتے ہیں کہ آج رات کو ہمارا وصال مقرر ہے اور تمہیں غسل اور تجہیز و تکفین کا انتظام کرنا ہوگا۔ چنانچہ قاضی عبید اللہ فوراً السند پہنچ گئے اور بشارت کے مطابق تجہیز و تکفین کی خدمت انجام دی۔

ایک مرید اسی وقت جب کہ آپکی نماز جنازہ پڑھی جا رہی تھی یہ خیال کر رہا تھا کہ دو روز پہلے ہم حضور کی مجلس میں بیٹھے آپ کی باتیں سن رہے تھے۔ اور آج آپ کی نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں۔ اور جنازہ مبارکہ کے قریب آکر نعرہ لگایا کہ

"یا عظمت اللہ" اور اُس مرید کی زبان پر اچانک لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے الفاظ جاری ہوئے اور فوراً ہی جنازہ مبارک سے وہ مرید محمد رسول اللہ کی آواز سنتا ہے اور اُسے بیہوشی طاری ہو جاتی ہے۔

جب نمازِ جنازہ پڑھنے کا وقت آیا تو اچانک ایک بزرگ سبز لباس پہنے ہوئے ظاہر ہوئے۔ اور کہا کہ اگر اجازت دی جائے تو میں جنازے کی نماز پڑھاؤں۔ قاضی عبداللہ نے تینوں صاحبزادوں سے پوچھا کہ اس بزرگ کو نمازِ جنازہ کی اجازت دی جائے یا نہیں۔ تینوں صاحبزادوں نے اُس بزرگ کو اجازت دیدی اور انھوں نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اور جب وہ نمازِ جنازہ پڑھا رہے تھے تو لوگوں کو ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ ایک نور زمین سے آسمان تک چھایا ہوا ہے۔ نماز ختم ہوتے ہی حاضرین نے اُس بزرگ کے قدم بوس ہونا چاہا۔ فوراً ہی وہ بزرگ غائب ہوگئے۔ پھر کہیں پتہ نہ چلا۔ جنازہ مبارک کو روضہ منورہ لے جا کر دفن کیا گیا۔ آپ کی تدفین کے بعد تینوں صاحبزادگان نے

دن تک مسلسل گریہ وزاری کرتے رہے۔ تیسرے روز فجر سے قبل حضرت سید محمد امین کو ایسا معلوم ہوا کہ گویا حضرت شاہ عظمت اللہ قادری سامنے ہیں۔ آپ نے قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ حضرت شاہ عظمت اللہ قادری نے فرمایا کہ اے سید محمد امین کیوں پریشان ہوگئے ہو۔ میں تو تمہارے ساتھ بالکل زندہ ہوں۔ اگرچہ کہ مجھے بظاہر موت آئی ہے۔

انتقال کے بعد آپکی کرامت

آپ کی وفات کے بعد عبداللہ نامی آپ کے ایک مرید کا اس کی برادری سے سخت جھگڑا ہوا۔ اور عبداللہ تنگ آ کر اپنے وطن سے کوچ کرنے پر مجبور ہو گیا۔ چنانچہ وہ اپنے وطن سے کہیں دور جانے کے لیے چل پڑا۔ اثناء راہ میں چند راہزن اس پر حملہ کر دیئے۔ عبداللہ چونکہ ایک سپاہی آدمی تھا جنگ کی صورت اختیار ہو گئی۔ مگر ڈاکو نیزہ اور تلوار سے ایسے حملے کئے کہ اس کو زخمی کر کے تمام مال لیکر روانہ ہو گئے۔ عبداللہ زخموں کی تاب نہ لا کر بے ہوش زمین پر گرا ہوا تھا کہ اسے ایسا معلوم ہوا کہ حضرت سید شاہ عظمت اللہ قادری سامنے ہیں۔ اور آپ نے زخموں پر مرہم لگایا اور تسلی دی کہ دو تین روز میں شفا حاصل ہو جائے گی۔ ادھر عبداللہ کے وطن میں عبداللہ کے بھائیوں کو ایسا معلوم ہوا کہ کوئی بزرگ انھیں یہ خبر دینے آئے ہیں کہ فلاں جنگل میں عبداللہ زخموں سے چور بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ تمام بھائی روانہ ہوئے اور عبداللہ کو وہاں سے وطن لایا گیا۔ اور صرف تین روز میں عبداللہ

کو ایسا معلوم ہوا کہ آپ کو کوئی زخم ہوا ہی نہیں ہے۔

وصال مبارک کے ایک سال بعد جب عرس شریف منایا جا رہا تھا۔ عرس کی تقریب میں آئے ہوئے چند لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، بارش کے ایام تھے اچانک سخت بارش شروع ہوئی اور بجلیوں کی کڑک سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی اچانک ایک بجلی مسجد پر گری اور بجلی کی چمک اور روشنی میں لوگوں نے دیکھا کہ چارپائی پر حضرت شاہ عظمت اللہ قادری قدس سرہٗ تشریف فرما ہیں اور اُس بجلی کو آپ فرما رہے ہیں کہ اِس مسجد اور حاضرین کو کچھ نہیں ہونا چاہیئے، جب بجلی چلی گئی تو لوگوں نے وہاں نہ کوئی چارپائی دیکھی نہ حضرت کا وجود۔

حضرت سید شاہ عظمت اللہ قادری قدس سرہٗ کی تاریخ انتقال ۱۵ ربیع الاول ۱۱۰۰ھ ہے۔ اور حضرت سید شاہ محمد امین الدین قادری قدس سرہٗ کا سال انتقال ۱۱۳۳ھ ہے۔

ختم شد

قطعۂ تاریخ ترجمہ و خوارق غوثیہ

عظمت اللہ کے خوارق سے ٭ قلبِ مومن نے اک جِلا پائی
اسکے انوار سے ہوا روشن ٭ جس نے بخشا ہے نورِ ایمانی
یہ شریعت کا ہے خزانۂ غیب ٭ اور طریقت کا دُرِّ لاثانی
ترجمہ اس کا جب ہوا پورا ٭ ہوا اشرف پہ فضلِ سبحانی

سال چودہ سو دس ہے ہجری کا
کامیابی کو ہم نے جب پائی

۱۔ سید امین الدین قادری نمبر ۳-۱۰۲-۵ روضہ بزرگ گلبرگہ
۲۔ بیت الحفیف نمبر ۲۴-۳-۲ باغ عنبر پیٹھ حیدرآباد
۳۔ اِدارہ ماہنامہ سُنّی آواز نمبر ۴۵۸/۲-۵
حویلی روضہ خرد گلبرگہ